کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

معراج حبیب ﷺ

مؤلف

شیخ سید محمد بن علوی بن عباس مالکی مکی حسنی

مترجم

مولانا مظہر حسین علیمی

ناشر

ادارہ معارف اسلامی

(شعبہ تحقیقات وتصنیفات سنی دعوت اسلامی)

نام کتاب (عربی): **الانوار البهية فی اسراء ومعراج خير البرية**
مؤلف: سید محمد بن علوی بن عباس مالکی مکی حسنی
اردو ترجمہ: معراج حبیب ﷺ
مترجم: مولانا مظہر حسین علیمی
تقدیم وتصحیح: مولانا ضیاء الرحمٰن علیمی
صفحات: ۱۱۲
سن اشاعت: مئی ۲۰۱۲ء
اشاعت دوم: دسمبر ۲۰۱۲ء
ناشر: ادارہ معارف اسلامی، ممبئی۔

ملنے کا پتہ:
مکتبہ طیبہ مرکز اسمٰعیل حبیب مسجد ۱۲۶/ کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳۔
Web:www.sunnidawateislami.net
Email:sdiheadoffice@gmail.com
022-23451292/022-23434366

فہرست مضامین

انتسابِ مترجم

معراج حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مُصدِّقِ اول

افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے نام

عارف باللہ حضرت سید عاشق شاہ بخاری چشتی علیہ الرحمہ

کے نام

جن کے جوار فیض و کرم میں رہ کر اس ترجمے کو مکمل کیا۔

داعی کبیر حضرت مولانا محمد شاکر نوری رضوی دام ظلہ

کے نام

جن کی بے پناہ شفقتیں اور ذرہ نوازیاں ہر گام

میرے عزم و حوصلے میں نئی تازگی پیدا کرتی ہیں۔

اور

اساتذۂ کرام، والدین کریمین اور جملہ احباب کے نام

جن کی دعائیں میرے شامل حال ہیں۔

؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف

نیاز مند: مظہر حسین علیمی

عرض مترجم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلۡمُتَوَحِّدِ　　بِجَلَالِهِ الۡمُتَفَرِّدِ
وَصَلٰوتُهُ دَوۡمًا عَلٰى　　خَيۡرِ الۡاَنَامِ مُحَمَّدِ

اللہ جل مجدہٗ نے جتنے انبیا و رسل بھیجے سب کو معجزے کی دولت سے سرفراز فرمایا، یہی معجزات ان کی رسالت و نبوت کی تصدیق ہوا کرتے تھے، اللہ جل شانہ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے شمار معجزات عطا فرمائے، اُن میں ایک اہم معجزہ ''معجزۂ معراج'' ہے۔ آپ کے معجزات پر اہل سیر و تواریخ نے سیکڑوں کتابیں لکھیں اور نہایت خوش اسلوبی سے اسے بیان کیا۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ''الخصائص الکبریٰ'' تحریر فرمائی جس میں قریب ایک ہزار معجزات کا ذکر ہے۔ اسی طرح علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ کی ''حجۃ اللہ علی العٰلمین'' اس موضوع پر اہم کتاب ہے۔ معجزہ معراج پر بھی ہر دور میں کتابیں لکھی گئیں اور یہ مبارک سلسلہ تا حال جاری ہے اور صبح قیامت تک جاری رہے گا۔ **ان شاء الله**

محدث حجاز حضرت سید محمد بن علوی مالکی مکی حسنی علیہ الرحمہ کی تصنیف ''**الانــوار البهية فـي اسـراء ومعـراج خيـر البـرية**'' اسی سلسلۃ الذہب کی ایک اہم کڑی ہے۔ زیر نظر کتاب مذکورہ کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب مجھے میرے رفیق تدریس حضرت مولانا عبدالرب مصباحی (استاذ جامعہ غوثیہ نجم العلوم مرکزی ادارہ سنی دعوت اسلامی) کے توسط سے موصول ہوئی۔ ورق گردانی کے بعد ہی میں نے اسے اردو میں منتقل کرنے کا فیصلہ

کر لیا تھا لیکن ہجوم کار کے باعث تاخیر ہوتی رہی، یہاں تک کہ ماہ ربیع الاول میں مسجد حضرت سید عاشق شاہ بخاری ڈونگری، ممبئی ۹۔ میں ڈیڑھ ماہ کے لیے عارضی امامت کی ذمے داری سنبھالی، درس و تدریس اور نماز کے بعد یہاں کافی وقت میسر تھا میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور ۶ / ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۹ / فروری ۲۰۱۲ء بروز بدھ ترجمے کا آغاز کیا، اور الحمد للہ! ۲۱ / مارچ ۲۰۱۲ء بروز بدھ ترجمے کا کام مکمل ہو گیا۔

ترجمے کی تکمیل کے بعد محبّ گرامی مولانا ضیاء الرحمٰن علیمی (ریسرچ اسکالر جواہر لعل نہرو یونیورسٹی) سے نظر ثانی اور مقدمہ لکھنے کی درخواست کی۔ موصوف نے میری اس خواہش پر لبیک کہا، ترجمے پر نظر ثانی فرما کر متعدد مقامات پر تصحیح فرمائی، بعض مقامات کے ترجمے بھی مکمل کیے اور ایک گراں قدر مقدمہ لکھ کر کتاب کی اہمیت میں اضافہ کیا۔ ان نوازشات پر میں مولانا موصوف کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ **جزاه الله احسن الجزاء**

اہل علم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ترجمے کا کام نہایت مشکل کام ہے، اس اعتراف کے ساتھ کہ نہ تو میرے پاس بہت بڑا علمی سرمایہ ہے اور نہ ہی ترجمہ نگاری کا تجربہ، میں نے ترجمے کو سلیس اور عام فہم بنانے کی کوشش کی ہے۔ ترجمے کے دوران میں نے محسوس کیا کہ مؤلف نے جو شہ سرخیاں قائم کی ہیں ان کے علاوہ بعض مقامات پر ذیلی سرخیاں قائم کی جا سکتی ہیں چناں چہ میں نے ذیلی سرخیاں قائم کر دی ہیں اور انہیں قوسین [ ] میں رکھا ہے۔ یوں ہی قرآنی آیات و احادیث کو نقل کر کے ان کا ترجمہ میں نے قوسین میں لکھ دیا ہے۔ صاحب کتاب حضرت سید محمد بن علوی مالکی کی شخصیت اہل علم کے درمیان متعارف ہے تاہم عوام اہل سنت کی واقفیت کے لیے چھ صفحات پر مشتمل ایک تعارف میں نے پیش کیا ہے جو نامکمل ہونے کے باوجود ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔

ہمارے ملک ہندوستان میں بالخصوص عروس البلاد ممبئی میں مسلمان ۲۷ / رجب المرجب کی شب میں نوافل اور دعاؤں کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں، اس رات علما و خطبا معجزۂ معراج کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کی ضرورت کے مطابق میں نے کتاب کے اخیر حصے میں اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں قدس سرہ کی لکھی ہوئی تہنیت اِسریٰ کے منتخب اشعار اور شب معراج کی نفل نمازوں کا اضافہ کیا ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے محسن و مربی عطائے حضور مفتی اعظم ہند حضرت حافظ وقاری مولانا محمد شاکر نوری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا شکریہ نہ ادا کروں جن کی خصوصی توجہ اور حوصلہ افزائی کے سبب ادارہ معارف اسلامی ممبئی سے یہ کتاب شائع ہو رہی ہے۔ اور میرے شکریے کے مستحق ہیں حضرت مولانا محمد توفیق احسؔن برکاتی مصباحی (مدیر ماہنامہ سنی دعوت اسلامی) جنھوں نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ فرمائی۔ اخیر میں اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ترجمے میں کسی قسم کی کمی محسوس کریں تو ادارہ کو ضرور مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

طالب دعا:

مظہر حسین علیمی

(معاون مدیر ماہنامہ سنی دعوت اسلامی، ممبئی۔)

۳؍جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ

تعارفِ مصنف از مترجم

محدث حرمِ کعبہ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سید محمد الحسن بن علوی بن عباس مالکی مکی بیسویں صدی عیسوی میں عالمِ اسلام کی ممتاز ترین مشہور و معروف علمی شخصیت تھے، آپ کے آباو اجداد پانچ پشتوں تک حرمِ کعبہ میں مالکی مذہب کے امام رہ چکے ہیں۔ آپ کے دادا سید عباس المالکی سلطنتِ عثمانیہ میں حرمِ مکہ کے مفتی، خطیب اور قاضی تھے جو سعودی عرب بننے کے بعد بھی اِس عہدے پر فائز رہے۔ سعودی عرب کا سابق فرماں روا شاہ عبدالعزیز بن سعود بھی آپ کی عزت و تعظیم بجالاتا تھا۔ آپ کے والدِ گرامی سید علوی بن عباس مالکی بھی عالمِ عرب کے بڑے علما میں شمار ہوتے تھے جو مسلسل چالیس برس تک حرمِ کعبہ میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ سید عباس مالکی ایک علمی شخصیت کے مالک تو تھے ہی مگر ان کی شہرت کی وجہ ان کی خوبصورت آواز تھی جس کی وجہ سے وہ سعودی عرب میں چوٹی کے نعت خوانوں میں سرِ فہرست مانے جاتے تھے۔

سید محمد الحسن بن علوی بن عباس مالکی ۱۳۲۸ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی سے حاصل کی اور مزید علم کے حصول کے لیے عالمِ اسلام کی سب سے قدیم یونیورسٹی جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے اور علمِ حدیث میں پی ایچ ڈی کا امتحان پاس کیا- آپ کو جامعہ الازہر میں سعودی عرب کے طلبہ میں سب سے کم عمری (25 سال) میں پی ایچ ڈی مکمل کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ جامعہ ازہر سے واپسی پر آپ نے اُم القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ میں درس و تدریس کا آغاز کیا۔ 1971-ء میں والد کی وفات کے بعد ان کے علمی منصب کو سنبھالا جو کئی سالوں سے آپ کے خاندان کے سپرد تھا۔ اس کے بعد عالمِ اسلام کے دوسرے اکابر علما سے بھی شرفِ تلمذ حاصل کرنے کے لیے شام، مصر، پاک و ہند، ترکی اور افریقہ وغیرہا تک کے ممالک کے سفر کیے اور حدیث، تفسیر، تصوف و معرفت، فقہ، لغت و ادب، صرف، نحو و بلاغت اور دیگر کئی اسلامی علوم و فنون اور منقولات و معقولات کا درس

اور اسانید واجازات ایسے نامور مشائخ اور سرکردہ علما سے حاصل کیں جنھیں گذشتہ صدی میں اسلامی علوم کا منبع وسرچشمہ اور عظیم سند وحجت تسلیم کیا جاتا ہے۔جن بڑے علما ومشائخ سے آپ نے اجازات اور اسناد حاصل کیں ان میں چند مشہور علما کے نام درج ذیل ہیں۔

آپ کے والد شیخ علوی بن عباس المالکی الحسنی ،التوفی 1391ھ
شیخ محمد یحیٰ بن الشیخ اَمان ،التوفی 1387ھ
شیخ محمد العربی التبانی ،التوفی 1390ھ
شیخ حسن بن سعید الیمانی ،التوفی 1391ھ
شیخ محمد الحافظ التیجانی شیخ الحدیث بمصر ،التوفی 1398ھ
شیخ حسن بن محمد المشاط ،التوفی 1399ھ
شیخ محمد نور سیف بن ہلال المکی
شیخ عبداللہ بن سعید اللحجی ،التوفی 1410ھ
شیخ محمد یس الفادانی ،التوفی 1410ھ
شیخ مصطفیٰ رضا خان البریلوی الھندی التوفی 1402ھ
شیخ محمد اَسعد العجی مفتی الشافعی بحلب
شیخ السید حسن بن اَحمد بن عبدالباری الیمانی
شیخ المسند مکی بن محمد بن جعفر الکتانی الدمشقی
شیخ الفقیہ حسنین محمد مخلوف مفتی مصر
شیخ السید محمد صالح الفرفور مصری

آپ کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ معاصر علما میں سب سے زیادہ احادیث کی اسناد آپ کے پاس تھیں جو آپ نے دور دراز ممالک کا سفر کر کے حاصل کیں ،اس کے علاوہ ایک خاص اعزاز جو آپ کو حاصل تھا وہ یہ کہ عصرِ حاضر تک سلسلہ اسناد حدیث میں سب سے چھوٹی سند

آپ کے پاس تھی جس میں آپ کے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان سلسلہ سند میں سب سے کم راوی شمار ہوتے ہیں۔

عالمی اجلاس اور کانفرنسوں میں شرکت :

آپ نے درجنوں ممالک کے دعوتی واصلاحی دورے کیے ،جن میں آپ نے خطاب کیا اور گراں قدر مقالات بھی پیش کیے۔رئیس التحریر علامہ یٰسین اختر مصباحی دام ظلہ کے نام ایک مکتوب میں خود اس کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

جن جلسوں اور کانفرنسوں میں مجھے مدعو کیا گیا یا میں نے جن میں شرکت کی وہ بکثرت ہیں۔مشہور کانفرنسیں یہ ہیں۔

(۱) الملتقیٰ الاسلامی ،ہفتم۔الجزائر
(۲) جشن تعلیمی (دارالعلوم) ندوۃ العلماء لکھنؤ (ہند)

مقالات پیش کرنے اور اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے دنیا کے مختلف علاقوں سے مجھے دعوت ملی۔مثلا:

(۳) مرکز اسلامی۔جکارتا،انڈونیشیا۔
(۴) مرکز جمعیات اسلامیہ،کناڈا۔
(۵) ندوۃ الامام مالک۔فاس۔مراکش۔
(۶) مؤتمر علماء مالکیہ۔لندن۔
(۷) مؤتمر علماء مسلمین۔مالابار۔ہند

بین الاقوامی مقابلہ قرآن حکیم ،حکومت سعودی عرب کی تین بار صدارت کی پھر معذرت کرلی۔رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے ثقافتی مواقع پر افتتاحی خطاب کے لیے دس سال تک میں نے شرکت کی۔

۲۰۰۴ء میں حضرت سید محمد علوی مالکی ہندوستان تشریف لائے تھے۔مرکز الثقافۃ السنیہ

کالی کٹ کیرالا کی دعوت پر اس کی کانفرنس میں آپ نے شرکت فرمائی پھر ممبئی کا سفر کیا جہاں رضا اکیڈمی ممبئی نے آپ کے لیے استقبالیہ پروگرام کیا۔ وہاں سے آپ دہلی تشریف لائے اور جانشین مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی ازہری دام ظلہ کی دعوت پر بریلی شریف پہنچ کر بڑی عقیدت کے ساتھ بارگاہ امام احمد رضا میں حاضری دی۔

آپ نے ایک سو کے قریب علمی اور تحقیقی کتب یادگار چھوڑیں جو آج بھی متلاشیانِ دینِ حق کی علمی پیاس بجھا رہی ہیں۔ ان میں حدیث، تفسیر، سیرت، تصوف، فقہ، اصول، تاریخ اور عصری موضوعات شامل ہیں۔ آپ نے دنیا کے بہت سے ممالک میں عصرِ حاضر کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے انسٹی ٹیوٹ اور ادارے قائم کیے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں غیر مسلموں نے آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر آپ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔

چند مشہور تصانیف:

علوم قرآن

(۱)القواعد الأساسية فى علوم القرآن.

(۲)القواعد الأساسية فى أصول الفقه.

(۳)زبدة الإتقان فى علوم القرآن.

(۴)حول خصائص القرآن.

علوم حدیث

(۶)دراسات حول الموطأ.

(۷)فضل الموطأ وعناية الأمة الإسلامية به.

(۸)التحقيق والتعليق على المرفوع من رواية ابن القاسم للموطأ فى كتاب.

(۹)دراسة مقارنة عن روايات موطأ الإمام مالك.

(۱۰)شبهات حول الموطأ وردها.

(۱۱)إمام دار الهجرة مالك بن أنس.

(۱۲)أسماء الرجال.

(۱۳)علم الأسانيد.

(۱۴)الإثبات.

(۱۵)القواعد الأساسية فى علم مصطلح الحديث.

(۱۶)العقود اللؤلؤية فى الأسانيد العلوية.

(۱۷)إتحاف ذوى الهمم العلية برفع أسانيد والدى السنية.

(۱۸)الطالع السعيد (المنتخب من المسلسلات والأسانيد)

مختلف موضوعات

(۱۹)فى رحاب البيت الحرام.

(۲۰)لبيك اللهم لبيك، فى الحج.

(۲۱) مفاهيم يجب أن تصحح.

(۲۲)المختار من كلام الأخيار.

(۲۳)كشف الغمة فى اصطناع المعروف ورحمة الأمة.

(۲۴)ماذا فى شعبان.

(۲۵)قل هذه سبيلى.

(۲۶) الإنسان الكامل.

(۲۷)تاريخ الحوادث النبوية.

(۲۸)الذخائر المحمدية.

(۲۹)وهو بالأفق الأعلى.

(۳۰)شفاء الفؤاد بزيارة خير العباد.

(۳۱)الزيارة النبوية بين الشرعية والبدعية.

(۳۲)حول الاحتفال بذكرى المولد النبوى

(۳۳)تعليق على المولد النبوى للحافظ ابن البديع .

(۳۴)تعليق على المولد النبوى للحافظ الملا على القارى.

(۳۵)التصوف

(۳۶)المسلمون بين الواقع والتجربة.

(۳۷)مفهوم التطور والتجديد.

(۳۸)منهج السلف فى فهم النصوص.

(۳۹)أبواب الفرج.

(۴۰)خصائص الأمة المحمدية.

وفات:

آپ کا وصال ۱۴/رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۹/اکتوبر ۲۰۰۴ء میں ہوا۔ نماز جنازہ مسجد حرام میں پڑھی گئی۔عوام وخواص کے جم غفیر نے جنازے میں شرکت کی اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

نوٹ: یہ معلومات وکی پیڈیا اور علامہ یٰسین اختر مصباحی دام ظلہ کی تصنیف ''جشن میلاد النبی'' سے ماخوذ ہے۔

❁❁❁

تقریظ جلیل

عطائے حضور مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شاکر نوری رضوی

(امیر سنی دعوت اسلامی، ممبئی)

باسمهٖ تعالىٰ وبعون المصطفىٰ (عزوجل وصلى الله عليه وسلم)

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

آج کتب خانوں اور لائبریریوں میں بہت سارے لوگوں کے سفر نامے موجود ہیں۔ جب بھی کوئی سفر کرتا ہے تو اپنا سفر نامہ خود قلم بند کرتا ہے یا مرید یا شاگرد لکھتے ہیں اور وہ سفر نامہ چند سالوں یا دہائیوں تک لوگوں کے لیے مفید اور دل چسپی کا سامان ہوتا ہے بعدہٗ شہر و مقامات کے نقشے بدل جانے کی وجہ سے وہ سفر نامہ طاق کی زینت بن جاتا ہے۔لیکن قربان جایئے! عظمتِ خاتم پیغمبراں صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج پر کہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج کا تذکرہ اللہ نے خود اپنی اُس کتاب میں فرمایا جس کی حفاظت کا ذمہ خود اس نے لیا ہے۔سفر معراج کی داستان صرف لائبریریوں کی زینت نہیں بلکہ محرابوں سے لے کر درسگاہوں تک قرآن مقدس پڑھا جاتا ہے اور بچے، جوان، بوڑھے مرد وعورت ہر کوئی اس سفر نامے کو پڑھ کر عظمت خاتم پیغمبراں صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتراف کرتا ہے۔

سفر معراج کیوں کرایا گیا؟ اس کے اغراض ومقاصد کیا تھے؟ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کا آغاز کہاں سے کیا اور کہاں تک پہنچے؟ اس کی تفصیل اِس کتاب '' معراج

حبیب''، صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ ضرور پڑھیں گے ان شاء اللہ عزوجل۔

کتاب کے مؤلف کا شمار ماضی قریب کے ان عاشقان رسول میں ہوتا ہے جن سے کسی کا تعلق اور قربت سنیت کی شناخت بن جاتی ہے۔ حجاز کے جتنے بھی مشائخ اہل سنت وعلماے اہل سنت ہیں سب نے ان کی عظمت کو تسلیم کیا اور ان کے عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتراف کیا۔ حرمین طیبین کی زیارت کو جانے والے دنیا بھر کے علماے اہل سنت مکہ مکرمہ میں ان کی دہلیز پر ملاقات کے لیے حاضر ہو کر ان کے درس سے اکتساب فیض کرتے تھے اور ان کے علم وعشق کا اعتراف بھی کرتے تھے۔ ان کا نام گرامی حضرت علامہ سید محمد بن علوی مالکی علیہ الرحمہ ہے۔ حضرت موصوف سے اس فقیر کی کئی ملاقات مسجد نبوی شریف میں اصحاب صفہ کے چبوترے پر ہوئی ہے۔ اس فقیر کو اکثر حضرت قہوہ پیش فرماتے، قریب میں بٹھاتے، اور اپنی دعاؤں سے نوازتے۔ علامہ سید محمد بن علوی مالکی علیہ الرحمہ کی عادت کریمہ تھی کہ اکثر اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مقدس پر حاضر ہوتے اور کافی دیر تک وہاں دعائیں کیا کرتے۔ وصال کے پہلے بھی وہاں حاضری کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یقیناً ماضی قریب میں حرمین طیبین کی دو عظیم شخصیتوں کا وصال اہل سنت کے لیے بہت بڑا اخلا ہے۔ جو شاید کبھی پر ہو سکے ایک حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ دوسرے سید محمد بن علوی مالکی علیہ الرحمہ کی ذات۔

علامہ سید محمد بن علوی مالکی علیہ الرحمہ کی کئی تصانیف آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت سے متعلق منظر عام پر آچکی ہیں جو عربی میں ہیں ان کا اردو ترجمہ نامور قلم کاروں نے کر کے اردو داں لوگوں کو اس کا فائدہ پہنچایا۔ مجھے خوشی ہے کہ ادارہ معارف اسلامی (شعبۂ تحقیقات وتصنیفات سنی دعوت اسلامی) آپ کی تصنیف ''الانوار البھیۃ فی اسراء ومعراج خیر البریۃ'' کا اردو ترجمہ ''معراج حبیب'' کے نام سے پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ کسی عربی کتاب کا ارد ترجمہ درحقیقت ایک کتاب لکھنے کے برابر ہے بلکہ

اس سے بھی مشکل لیکن الحمد للہ! محبّ گرامی مولانا مظہر حسین علیمی اطال اللہ عمرہ نے کتاب کا ترجمہ کرنے میں اس بات کا خیال رکھا ہے کہ اصل مواد ومقصد فوت نہ ہونے پائے، اس کا اندازہ آپ پڑھنے کے بعد خود محسوس کر سکیں گے۔

مولانا مظہر حسین علیمی جامعہ غوثیہ نجم العلوم (مرکزی ادارہ سنی دعوت اسلامی) کے نہایت ہی باذوق اور محنت کش مدرس ہیں اور ماہنامہ سنی دعوت اسلامی کے معاون مدیر بھی، ان کی کوشش یہی رہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ مفید اور قیمتی علمی سرمایہ لوگوں تک پہنچایا جا سکے جس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہیں۔ اللہ ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو مقبول عام فرمائے۔ آمین۔

احقر

محمد شاکر نوری

۸/ ۵/ ۲۰۱۲ء بروز منگل

تقدیم

مولانا محمد ضیاء الرحمٰن علیمی

(ریسرچ اسکالر جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، دہلی۔)

باسمہ تعالیٰ و تقدس

''معجزۂ معراج'' انسانی تاریخ کا ایسا محیر العقول واقعہ ہے جس کی تفصیلات وجزئیات پر ناقص عقلیں آج تک انگشت بدنداں ہیں، انہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سفرِ معراج کیسے طے ہوا؟ ایسا کیسے ممکن ہو گیا کہ اللہ کا ایک بندہ آسمانی حدوں کو عبور کر کے لامکاں کی وسعتوں تک پہنچ گیا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں اہل ایمان کے لیے حیرت کی کوئی بات نہیں۔ ایمان والے جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے بھی اپنے رسولوں کو خصوصی معجزات سے نوازا تھا بلکہ ہر نبی کو ان کے عہد، زمانے اور ان کے علاقے کے لحاظ سے معجزات سے نوازا تا کہ ان کی نبوت ورسالت کی صداقت ہر انسان پر واضح ہو جائے اور اس طرح وہ دولت ایمان سے شرف یاب ہو جائے۔ ایمان والوں پر یہ عقیدہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس کائنات رنگ وبو میں صرف دو چیزوں کا ظہور ہوتا ہے، پہلا اللہ رب العزت کی سنت اور دوسرا اس کی قدرت۔ اللہ تعالیٰ کی سنت بھی اگر چہ اس کی قدرت کاملہ کے تحت ہی ہوتی ہے مگر اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مراد وہ تمام افعال ہوتے ہیں جو عام نظام فطرت سے ہٹ کر واقع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سنت کا ادراک اور اس کے آغاز سے انجام تک تمام پہلوؤں کا احاطہ انسانی عقل کی جہد وکاوش کا خلاصہ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ادراک انسانی ذہن کے بس سے باہر کی چیز ہے۔ اس کی قدرتِ محض سے جو چیز وجود میں آتی ہے اسے اصطلاحی زبان میں معجزہ کہا جاتا ہے۔ یہ ساری باتیں ایمان والوں پر واضح تو ہوتی ہیں لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات پر ایمان نہیں رکھتے یا رسمی طور پر

ایمان رکھنے کے باوجود دین سے متعلق ہر جزیئے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت وسیرت سے متعلق ہر واقعے کو عقلِ نارسا کی کسوٹی پر پرکھنے کے عادی ہیں ان کے سامنے بہت سے مسائل کھڑے ہوتے ہیں اور پھر ان کے دین وایمان کی عمارت متزلزل نظر آتی ہے۔ عہد نو کا مسلمان مرض تشکیک کا شکار ہے اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات وکمالات کی حقیقت سے آگاہ کرانے اور اس کے ایمان کی بازیافت کے لیے جدید سائنسی تناظر میں تمام معجزات پر گفتگو ضروری ہے۔ اگر مسلم دانش وران اس پر سنجیدگی سے غور وخوض کریں تو نسلِ نو کے ایمان کی حفاظت ہو سکتی ہے اور دعوتِ دین کا فریضہ بہتر طریقے پر انجام دیا جا سکتا ہے۔

رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج وہ عظیم تاریخی واقعہ ہے جس نے تسخیر کائنات کے لیے انسانوں کے حوصلوں کو مہمیز کیا اور انہوں نے آگے چل کر تحقیق وجستجو کی بند راہوں کو کھولا اور پیچیدہ خلائی راستوں کی تلاش کا فریضہ انجام دیا۔

خلائی سفر کے مخصوص لوازمات کے بغیر کرۂ فضا سے باہر ایتھر (Ather) میں کروڑوں نوری سال کا سفر طے کرنے کا تصور کیوں ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کرۂ ارض گیسوں پر مشتمل ایک ایسے شفاف غلاف میں لپٹا ہوا ہے جو زمین پر زندگی کو ممکن بناتا ہے۔ انسان خلائی سفر پر جب روانہ ہوتا ہے تو سب سے پہلے اسے سیکڑوں کلومیٹر کی گہرائی پر مشتمل زندگی بخش ہواؤں کے سمندر کو عبور کرنا پڑتا ہے۔ ہوائی سفر میں زیادہ بلندی پر آکسیجن کی کمی کی صورت میں گیس ماسک (Gas Mask) استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاز کے اندر مصنوعی طور پر ہوا کا دباؤ بھی بنایا جاتا ہے اور اگر کسی تکنیکی خرابی کی بنا پر جہاز میں سوراخ ہو جائے تو جہاز کے اندر موجود مصنوعی دباؤ تیزی سے گر جاتا ہے۔ جس سے مسافروں کے جسم سخت پریشانیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

خلائی سفر پر روانگی کے دوران ہوائی کرہ سے باہر نکلنے کے لیے کم از کم 40,000 کلو

میٹر فی گھنٹہ کی رفتار کی حاجت ہوتی ہے چنانچہ خلا بازوں کو آکسیجن اور مصنوعی دباؤ کے ساتھ ساتھ ایک مخصوص لباس کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو انہیں درجۂ حرارت کی شدت کے علاوہ مقناطیسی برقی لہروں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

EVA SPACESUIT جو ایک انسان کو خلائی سفر کے دوران آکسیجن کی فراہمی، مناسب حرارت، مواصلات اور خلا میں قیام کے لیے دوسری ضروریات فراہم کرتا ہے۔ ان کے علاوہ MMU UNIT کی بدولت انسان اس قابل بھی ہو چکا ہے کہ خلائی شٹل سے باہر نکل کر ایک مصنوعی سیارے کی طرح زمین کے مدار میں لمبے وقت کے لیے آسانی کے ساتھ گھوم پھر سکے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ ہوائی سفر کی پریشانیوں کو آسانیوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ اس کے باوجود خلائی سفر خطرات سے خالی نہیں لیکن کائنات کی تسخیر کا جذبہ اگر سینے میں موجزن ہو تو پھر انسان اپنی ساری پریشانیوں کو فراموش کر کے اپنی منزل تک رسائی کی فکر میں لگ جاتا ہے، اسی جذبے کی وجہ سے انسان نے اپنی عظمتوں کا پرچم چاند پر لہرایا اور اب دوسرے سیاروں پر کمندیں ڈالنے کے فراق میں ہے، ان سب کے باوجود ابھی تک انسان روشنی کی رفتار سے سفر کرنے کی صلاحیت نہیں حاصل کر سکا ہے۔ روشنی تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہے اور سائنس کے نظریے کے مطابق اس قدر رفتار کا حصول کسی بھی مادی شئی کے لیے محال ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ ممتاز سائنس داں آئن اسٹائن کی نظر میں یہ ہے کہ اگر بالفرض کوئی مادی جسم روشنی کی رفتار حاصل کر لے تو اس پر وقت کی رفتار بالکل ٹھہر جائے گی اور اس کی کمیت بڑھتے بڑھتے لامحدود ہو جائے گی اور اس کا حجم سکڑ کر بالکل ختم ہو جائے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ جسم فنا ہو جائے گا لہٰذا کسی بھی مادی جسم کے لیے روشنی کی رفتار حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ آئن اسٹائن کے نظریے کے مطابق یہی قانونِ فطرت پورے نظام کائنات میں جاری ہے۔ اب اسی قانون کی روشنی میں سفر معراج کا تجزیہ کیا جائے تو پتا یہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت کا یہ نظام اس کی قدرت کے ظہور کے طور پر بدل گیا۔ وقت بھی رک گیا، جسم کی کمیت بھی لامحدود نہیں ہوئی اور وہ فنا ہونے سے بھی محفوظ

رہا اور اس کا جسم بھی اپنی حقیقی حالت پر باقی رہا اور خلائی سفر کے ضروری تقاضوں کو پورا کیے بغیر ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے براق (Multiple Speed of Light) کی رفتار سے سفر طے کیا، بیت المقدس میں تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امامت فرمائی، سفر کے دوران آپ نے کھانا، پینا بھی کیا، لامکاں کی سیاحت بھی کی، برگزیدہ انبیاے کرام سے ملاقاتیں بھی رہیں اور پھر اخیر میں رب تعالیٰ کے قرب خاص سے شرف یاب ہو کر جب روئے زمین کی طرف لوٹے تو وضو کا پانی بہہ رہا تھا بستر بھی گرم تھا اور دروازے کی کنڈی بھی ہل رہی تھی۔ نظریہ اضافیت (Relativity) میں روشنی کی عام رفتار کے حصول کو ناممکن کہا گیا ہے۔ اس سلسلے میں سائنس کا اگرچہ یہی نظریہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جیسے جیسے وہ خلائی سفر کے ارتقائی منازل طے کر رہا ہے ویسے ویسے وہ بالواسطہ اسلام کے الہامی مذہب ہونے اور رہتی دنیا تک کے لیے اس کے آخری مذہب ہونے کے اعتراف کا شرف حاصل کرتا جا رہا ہے۔

واقعۂ معراج انسانی جماعت کے لیے اس بات کا اشارہ ہے کہ اس کائنات رنگ و بو میں موجود عناصر ہی کی باہم کسی انوکھی ترکیب سے اس بات کا بہت زیادہ امکان ہے کہ وہ روشنی کی رفتار کو پالے اور اگر وہ ایسا نہیں کر پاتا ہے تو کروڑوں نوری سال کی مسافتوں میں بکھری ہوئی اس کائنات کی تسخیر کا خواب پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکے گا۔

معجزۂ معراج کی جزئیات وتفصیلات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ معجزۂ معراج طی زمانی اور طی مکانی کی جامعیت کا مظہر ہے۔ جدید سائنس اپنی تحقیقات کی بنا پر اس نتیجے تک پہنچ چکا ہے کہ رفتار میں کمی بیشی کی وجہ سے کسی جسم کے لیے وقت کا پھیلنا اور سکڑ جانا، جسم کے حجم اور فاصلوں کا پھیلنا اور سکڑ جانا قانون فطرت اور منشائے خداوندی کے عین موافق ہے۔ لاکھوں کلومیٹرز میں بکھری مسافتیں اگر ایک قدم میں تبدیل ہو جائیں تو اسے اصطلاح میں طی مکانی کہا جاتا ہے اور اگر صدیوں پر محیط وقت چند لمحوں میں سمٹ آئے تو اسے طی زمانی کہا جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبیوں، رسولوں اور ولیوں کو معجزہ اور کرامت کے طور پر یہ کمالات عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں ذکر ہے کہ حضرت سلیمان

علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت آصف برخیا نے ملکہ سبا کے تخت کو جو 900 میل کے فاصلے پر تھا چشمِ زدن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا، یوں ہی قرآن کریم میں طے زمانی کا ذکر بھی موجود ہے کہ اصحاب کہف تین سو نو سال تک ایک غار میں سوئے رہے اور جب سو کر اٹھے تو انہیں ایسا لگا کہ گویا وہ صرف ایک دن یا اس سے کچھ زائد سوئے رہے ہوں۔ زمینی کرہ کے تین سو شمسی سالوں کے موسم ان پر گزر گئے مگر پھر بھی ان کے جسم تر و تازہ رہے، اسی طرح حضرت عزیر علیہ السلام پر سو سال کے لیے موت طاری کر دی گئی اور قدرتِ الٰہی سے وہ پھر زندہ ہو گئے اور جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کتنے زمانے تک آرام کرتے رہے تو انہوں نے فرمایا: ایک دن یا اس سے بھی کم، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ واقعہ ایسا نہیں ہے بلکہ آپ سو سال تک سوتے رہے، اور اس دوران ان کا کھانا پانی بھی یوں ہی رکھا رہا اور اس میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی جب کہ دوسری طرف آپ کے گدھے کی ہڈیاں سڑ گل گئیں اور پھر اللہ کے حکم سے وہ ہڈیاں اکٹھی ہوئیں اور وہ پھر سے زندہ کھڑا ہو گیا۔ یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کی خاص نشانی اور اس کی قدرت کے ظہور کے نتیجے میں تھیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی سنت میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی، سنت تو کل بھی یہی تھی اور آج بھی یہی ہے کہ 900 میل کا سفر چشم زدن میں کوئی طے نہیں کر سکتا 300 شمسی سال گزر جانے اور سو سال گزر جانے کے بعد کوئی جسم سلامت نہیں رہ سکتا لیکن اس کی قدرت کا اظہار کل بھی ہوا تھا اور آج بھی اس کے کسی برگزیدہ بندے کے ذریعہ ہو سکتا ہے کہ 900 میل یا اس سے زائد کا فاصلہ چشم زدن میں طے ہو جائے اور سیکڑوں سال گزر جانے کے باوجود ان کے جسموں میں کوئی تبدیلی رونما نہ ہو۔

طی مکانی تو اب روز مرہ کے معمولات میں شامل ہو چکا ہے پہلے انسان جس جگہ کا سفر سالوں میں نہیں کر سکتا تھا اب وہ تیز رفتار سواریوں کے ذریعہ گھنٹوں میں کر رہا ہے، طی زمانی کی تصدیق بھی اب سائنس کرنے لگا ہے اور اب وہ اس کوشش میں ہے کہ کسی لاعلاج مریض پر مصنوعی موت طاری کر کے اسے طویل مدت تک روکے رکھے اور جب اس کے

مرض کا علاج دریافت ہو جائے تو اس کے جسم میں دوبارہ زندگی کی لہر دوڑا دے اور پھر اس کا علاج کرے۔ ان ساری باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اب اگر واقعہ معراج پر از سرِ نو غور کیا جائے تو یہ بات نکل کر سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر بنی اسرائیل کے ایک نبی کو اپنی قدرت کے کرشمے دکھا سکتا ہے تو اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ کیوں نہیں ظاہر کر سکتا۔ متفرق طور پر طی مکان اور طی زمان کے واقعات نبی اور غیر نبی کے لیے پیش آ سکتے ہیں تو سید انبیا اور فخر رسولان کے لیے کوئی ایسا واقعہ کیوں نہیں رونما ہو سکتا جس میں بیک وقت طی مکانی بھی ہو اور طی زمانی بھی۔ اب اس میں کوئی تعجب والی بات نہیں رہتی کہ معراج کی شب قادر مطلق نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمان و مکان (Time & Space) کی مسافتیں طے کروانے کے بعد اپنے قرب و وصال کی نعمتیں کیسے عطا فرمائیں۔ یقیناً واقعہ معراج ایک معجزۂ رسول تھا جس میں زمین کی طنابیں کھینچ لی گئیں، وقت ٹھہر رہ گیا، اور کائنات بے حس و حرکت ایک نقطے پر رک گئی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت میں انسانی دماغ نے چاند پر پہنچ آپ کے اس معجزے کے امکان کی نشاندہی کر دی ہے یہ الگ بات ہے کہ جس منزل تک اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے وہ ایک معجزہ تھا اور چاند تک پہنچنا اس معجزے کی تائید اور سفر معراج کی توثیق ہے۔ انسان جس قدر بھی ترقی کرے اور اپنی فضائی پرواز جس قدر بھی بڑھا لے وہ لامکاں کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتا وہ سفر معراج میں آپ کے نقش پا کو آنکھوں سے لگا کر بلندیوں کی منزلیں تو طے کر سکتا ہے لیکن آپ کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

حاصل یہ کہ واقعہ معراج اگرچہ عقل کی کسوٹی پر اترتا ہوا نظر نہیں آتا لیکن صرف اس بنا پر اس واقعہ کی صداقت کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یوں بھی ہماری زندگی میں بہت سے ایسے معاملات سامنے آتے ہیں، جو عقل کی کسوٹی پر درست نہیں ہوتے لیکن اس کے باوجود ہم ان کو تسلیم کرتے ہیں اور اسے ہم کسی پراسرار طاقت کی طرف منسوب کرتے ہیں، اسی طرح واقعہ معراج بھی سرالاسرار رب تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہے جب تک سنت الٰہیہ اور قدرت الٰہیہ دونوں

پر صحیح طریقے سے ایمان نہیں لایا جائے گا اسی طرح کی دشواریاں سامنے آتی رہیں گی۔

یہاں تک تو عقلی اور سائنسی لحاظ سے واقعہ معراج پر کچھ گفتگو ہوئی لیکن اگر صوفیانہ نقطہ نظر سے گفتگو کی جائے تو صوفیہ کرام نے واقعہ معراج سے وہ نفیس نکات لیے ہیں کہ ہمیں یہ برملا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ بلاشبہ وہی لوگ درحقیقت بحر روحانیت کے غواص ہیں اور اس بحر کی غواصی کے بعد جو آبدار موتیاں انہیں ہاتھ آتی ہیں وہ کسی دوسرے کو نہیں ملتیں۔

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی قدس سرہ نے سفر معراج کے سلسلے میں تین اصطلاحات کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۔اسراء: مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر۔۲۔معراج: بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ تک کا سفر۔۳۔اعراج: سدرۃ المنتہیٰ سے مقام قاب قوسین تک عروج۔ان تینوں مراحل کو اگر سامنے رکھا جائے تو فلسفۂ معراج کی صوفیانہ تفہیم آسانی کے ساتھ ہوسکتی ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین شانیں ہیں۔

۱۔بشریت ۲۔نورانیت ۳۔مظہریت وحقیقت۔

مذکورہ تینوں شانیں آپ کی ذات کا حصہ ہیں اور آپ کی کوئی شان دوسری شان سے باہم دست وگریباں نہیں۔جس وقت آپ سفرِ اِسرا یعنی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کے سفر پر تھے اس وقت آپ کی شانِ بشریت کی معراج تھی جب کہ آپ کی نورانیت اور مظہریت والی شانیں مغلوب تھیں۔جب آپ معراج پر یعنی بیت المقدس سے لے کر ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ تک کے سفر پر تھے اس وقت آپ کی شان نورانیت کی معراج تھی اور آپ کی بشریت اور مظہریت والی شانیں مغلوب تھیں اور جس وقت آپ سفر اعراج یعنی سدرۃ المنتہیٰ سے آگے کے سفر پر تھے اس وقت آپ کی حقیقت اور مظہریت والی شان کی معراج تھی اور اس وقت آپ کی بشری اور نورانی شانیں مغلوب تھیں۔حاصل کلام یہ ہے کہ فلسفۂ معراج کا صوفیانہ تصور یہ ہے کہ معراج کے توسط سے نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم کی ذات وصفات کے ہر پہلو اور آپ کے کمالات کی ہر شان کی تکمیل کردی گئی اور پھر آپ اوصاف وکمالات ربانی کا کامل ترین مظہر بن

کر اس خاکدان گیتی کی طرف پلٹے لیکن ان کا حقیقی ادراک انسانی عقل سے باہر ہے اور آپ کے مقام محبوبیت کا تصور تمام روحانی، نورانی اور خاکی مخلوقات کے لیے ممکن نہیں۔

ان کے علاوہ سفر معراج میں اور بھی بہت سے اسباق، نصیحتیں، عبرتیں اور رموز واسرار ہیں جن سے کما حقہ صرف رب تعالیٰ اور اس کی عطا سے اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی واقف ہیں۔ان رموز واسرار سے کچھ حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے صوفیہ کرام اور دیگر علمائے کرام کو ملا اور انہوں نے معراج پر کتابیں تحریر کر کے ان کو لوگوں کے لیے بیان کیا چنانچہ اس موضوع پر سیرت کے تمام مولفین نے ہی کچھ نہ کچھ لکھا ہے، بعض علمائے کرام نے اس موضوع کو مستقل تصنیف کا حصہ بھی بنایا انہیں مصنفین میں ایک نام عارف باللہ حضرت سید محمد بن علوی بن عباس مالکی مکی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ کی متعدد کتابیں برصغیر ہندوپاک میں ترجمہ ہوکر شائع ہوچکی ہیں۔آپ نے ’’الانوار البھیة فی اسراء ومعراج خیر البریة‘‘ کے نام سے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے۔اس کتاب کے شروع میں اس موضوع پر گفتگو کی گئی ہے کہ اسلامی لحاظ سے اہم مختلف تاریخی مواقع پر مسلمان جو دینی اجتماعات منعقد کرتے ہیں اور ان دنوں کی جو یادمناتے ہیں ان کا تعلق عرف وعادت سے ہے اور کوئی بھی اسے اصل دین کا حصہ نہیں سمجھتا لہٰذا اس طرح کے اجتماعات کو روکنے اور ان پر نکیر کرنے کی بجائے ان مواقع کو غنیمت جان کر مسلمانوں کی اصلاح اور ان کے تزکیۂ نفس کی کوشش کرنی چاہیے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف علام نے یہ کتاب خاص طور سے ان لوگوں کے لیے لکھی ہے جو معراج النبی کے موقع پر اجتماعات کرتے ہیں تاکہ وہ اس کتاب اور اس میں درج صحیح روایات اور سفر معراج سے متعلق اس میں بیان کردہ عبرتوں، نصیحتوں اور دوسرے رموز واسرار سے استفادہ کر کے اپنے اجتماعات کی اصلاح کرسکیں اور انہیں موضوع اور بے اصل روایات کے اُن طومار سے پاک کرسکیں جن کی وجہ سے سفر معراج اور اس موقع پر ہونے والے اجتماعات کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔کتاب کی ترتیب، اس کا اسلوب نہایت اچھوتا اور دل نشیں ہے، پیرایۂ

بیان ایسا جاذب ہے کہ قاری جس طرح قصوں کی کتاب کو مکمل کیے بغیر نہیں رکھتا اسی طرح اس کتاب کو بھی مکمل پڑھے بغیر نہیں رکھ سکتا۔

مجھے بڑی خوشی ہے کہ محبّ مکرم مولانا مظہر حسین علیمی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کر دیا ہے، چنانچہ اب اس سے اردو قارئین بھی مستفید ہو سکیں گے۔ ترجمے کی تکمیل کے بعد انہوں نے نہ جانے کیا سوچ کر اسے میرے پاس نظر ثانی کے لیے بھیج دیا اور ایک مقدمہ لکھنے کی بھی فرمائش کر دی، محض یہ ان کی دوستانہ نوازشات ہیں۔ مولانا محترم کا ترجمہ میرے مطابق اچھا، سلیس اور با محاورہ ہے۔ امید ہے کہ قارئین ترجمے میں تصنیف کی لذت محسوس کریں گے۔

مولانا محترم ہندوستان کی ایک مایہ ناز درس گاہ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی میں میرے رفیق درس رہے ہیں، وہ زمانۂ طالب علمی سے ہی جفاکش، اخلاص کے پیکر اور تقویٰ شعار رہے ہیں۔ آج بھی وہ اپنی ان تمام خصوصیات کے ساتھ ترقی کے منازل طے کر رہے ہیں اور اپنے معاصرین پر فائق ہیں۔ وہ ہمیشہ خود کچھ نہ کچھ کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی کرواتے رہتے ہیں، ماہنامہ سنی دعوت اسلامی نے بھی ان کی مخلصانہ کاوش سے ہی علمی وعوامی طبقوں میں مقبولیت حاصل کی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ مولائے کریم صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان کی طرح ہمیں بھی خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور نمازوں کو ہمارے لیے اپنی معراج کا وسیلہ بنائے۔ آمین۔

ضیاء الرحمٰن علیمی

۳/۵/۲۰۱۲ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت میں بلند قدر و منزلت سے نوزا، انہیں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک رات کے ایک پل میں لے گیا اور یہ آپ کے لیے نہایت فخر کی بات ہے اور آپ کو حضرت جبرئیل نے امامت کے لیے آگے بڑھایا چنانچہ آپ نے انبیا و مرسلین کی امامت فرمائی، تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ آپ امام اعظم ہیں اور آپ ہی اس مرتبے کے زیادہ لائق ہیں، پھر آپ آسمانوں کی بلندیوں سے گزر کر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور پھر اس مقام پر پہنچے جہاں قلم تقدیر کے چلنے کی آواز سنائی دے رہی تھی، وہاں آپ نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں، رب تعالیٰ نے آپ کے لیے تجلّی فرمائی۔ آپ کو شرف خطاب وکلام سے نوازا، آپ کے قلب مبارک کو ثبات سے بھر دیا، آپ کو آپ کی مراد عطا فرمائی اور اس کے ذریعہ آپ کو اجر عظیم عنایت فرمایا۔ چنانچہ پاک ہے وہ ذات جس نے واقعہ اسرا کی خبر دیتے وقت اپنی تنزیہہ خود بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا (سبحٰن الذی اسریٰ) پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو اِسرا کا شرف عطا فرمایا۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، میں ایسی شہادت دیتا ہوں جس میں اس کی مدد اور اس کے شکریے یکے بعد دیگرے اتریں، اور میں شہادت دیتا ہوں کہ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے خاص بندے اور خاص رسول ہیں، جن کو اس نے سارے جہان کے لیے رحمت، خزانہ اور ذخیرہ بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی ذات پر صلاۃ وسلام نازل فرمائے اور آپ کی آل، آپ کے اصحاب اور ان کے بعد آنے والوں پر اپنی رحمت فراواں کا نزول فرمائے، اور خصوصیت کے ساتھ آپ کے وارثین پر اپنی رحمت کاملہ نازل فرمائے۔ جن کے ذکر کو اللہ تعالیٰ نے کونین میں بلند فرما دیا ہے۔

❁❁❁

یادوں کا جبر

یہ عادت چلی آئی ہے کہ ہم تاریخی مواقع کی یاد تازہ کرنے کے لیے اجتماعات کرتے ہیں، مثلاً عید میلا دالنبی مناتے ہیں، اسرا اور معراج، پندرہویں شعبان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی یاد مناتے ہیں، نزولِ قرآن اور غزوۂ بدر کو یاد کرتے ہیں۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس طرح کے جشن اور یادوں کا تعلق عادت سے ہے، ان کا تعلق ان اُمور سے نہیں ہے جن کا شریعت نے حکم دیا ہو، لہٰذا ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ شریعت نے ان کے کرنے کا حکم دیا ہے یا یہ سنت ہیں۔ یوں ہی اس طرح کے جشن کرنا اور یادیں منانا اصول دین میں سے کسی اصل کے معارض اور مخالف بھی نہیں ہے۔ اس لیے کہ خطرہ وہاں ہوتا ہے جب کسی ایسی چیز کے مشروع ہونے کا اعتقاد رکھا جائے جو مشروع نہ ہو۔

اِس سلسلے میں میرا موقف یہ ہے کہ عرف وعادت سے تعلق رکھنے والے اس طرح کے اُمور میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہی جاسکتی کہ یہ شارع علیہ الصلوۃ والسلام کے نزدیک محبوب یا مبغوض ہیں، اور میرے خیال میں اس پر سب کا اتفاق ہے۔ بعض لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اس طرح کے مواقع جن کی یاد منانے کے لیے لوگ جمع ہوتے ہیں اس کا کوئی متفق علیہ اور قطعی وقت اور دن متعین نہیں ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں کی یہ عام عادت ہے کہ وہ ۲۷/رجب کو اسرا اور معراج کی یاد منانے کے لیے جمع ہوتے ہیں اور میلا دالنبی کی یاد تازہ کرنے کے لیے ۱۲/ربیع الاول کو اکٹھا ہوتے ہیں جب کہ قطعی طور پر ان دونوں واقعات کے وقت کے تعین میں علما کا اختلاف ہے۔

میرا اس سلسلے میں معروضہ یہ ہے کہ وقت کے تعین میں اتفاق نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اس لیے کہ ہم یہ عقیدہ نہیں رکھتے ہیں کہ ایک خاص وقت میں اجتماع امرِ مشروع ہے۔ بلکہ اس کا تعلق صرف عادت و رسم سے ہے، جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں، جو بات

ہمارے لیے اہم ہے، وہ یہ ہے کہ ہم اس طرح کے اجتماعات کے مواقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے لوگوں کی نصیحت اور ان کی رہنمائی کے کام میں لائیں۔ اس لیے کہ اس رات میں بڑے پیمانے پر لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اب چاہے جس موقع کی یاد منانے کے لیے وہ اکٹھا ہوئے ہیں اس کا وقت درحقیقت درست ہو یا غلط، اس سے کوئی بحث نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے رسول کی محبت میں ان کا صرف اکٹھا ہونا ہی رحمت وفضل الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے کافی ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جب تک لوگوں کا جمع ہونا خالص اللہ کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوگا، اگر چہ تاریخی حیثیت سے درحقیقت وہ وقت غلط ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ وہ کوئی ایسی عبادت نہیں جو زمانے کے ساتھ محدود اور کسی کیفیت کے ساتھ مشروط ہو بلکہ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں، اس کا تعلق عادت سے ہے جو محمود اور پسندیدہ ہے۔ اور وہ ان شاء اللہ ثواب اور نیکی کا باعث ہوگا۔

چنانچہ ان اجتماعات کے مواقع کو غنیمت جان کر دعا کرنا، اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا، اس کی خوشبو، اس کے خیرات وبرکات کے حصول کی کوشش کرنا میرے نزدیک خود یاد منانے کے فائدے سے بڑھ کر ہے، اور لوگوں کے ان اجتماعات کو غنیمت سمجھ کر تذکیر وارشاد، نصیحت وخیر خواہی کرنا اور خیر کی جانب ان کی رہنمائی کرنا ان کو ان اجتماعات سے روکنے، ان کی تردید کرنے اور ان اجتماعات پر بے فائدہ نکیر کرنے سے بہتر ہے۔ اس لیے کہ یہ مشاہدہ ہے کہ اس سے کوئی فائدہ اور نفع حاصل نہیں ہوتا اور جتنی زیادہ نکیر کی جاتی ہے لوگ اتنا ہی زیادہ ان اعمال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ان کو شدت کے ساتھ انجام دیتے ہیں، یا اتنی شدت پیدا ہوجاتی ہے کہ ان کاموں سے روکنے والا شخص گویا لاشعوری طور پر ان کاموں کا حکم دینے والا بن جاتا ہے۔

عقل ودانش کے مدعی دنیا کے ارباب فکر ودعوت کی یہ دلی تمنا ہوتی ہے کہ انہیں کوئی ایسی جگہ ہاتھ آجائے جہاں لوگ اکٹھا ہوتے ہوں تاکہ وہ ان کے مابین اپنی آرا وافکار کو پھیلا

کرانہیں اپنا متوالا بنا سکیں، اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ پارکوں، کلبوں اور عوامی جگہوں پر جہاں لوگوں کی بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے، ان کے چکر لگاتے رہتے ہیں، تاکہ وہ اپنا مقصد حاصل کر سکیں اور ہماری اُمت کا حال یہ ہے کہ وہ خود ہی مکمل ذوق وشوق اور رغبت کے ساتھ متعدد مواقع پر جمع ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ اس طرح کے اجتماعات کو باثمر اور نتیجہ خیز بنانے کی کوشش کریں اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ ہم لوگوں کو خیر وصلاح، نیکی اور بھلائی اور واجبات کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی تلقین کریں۔

❁❁❁

سیرت اور صاحب سیرت سے دل چسپی

مسلم علما، مفکرین، محققین کو عام طور سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ذات سے متعلق چیزوں سے دل چسپی رہی ہے۔ مضبوط ہمت اور حوصلے کے ساتھ اس موضوع پر انہوں نے تصنیف وتالیف اور ریسرچ اور تحقیق کی اور اس سلسلے میں انہوں نے ہر ممکن کوشش صرف کر دی، اور اس کی طرف پوری توجہ دی۔ اگرچہ یہ ساری کوششیں اس عظمت وجلالت والی ذات کا حق ادا نہیں کر سکتیں اور ان کو وہ شایانِ شان مقام نہیں دے سکتیں جو منفرد مقام ان کے مولیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ لیکن درحقیقت اس کے باوجود تاریخ میں سب سے زیادہ توجہ اور دل چسپی سیرت اور صاحب سیرت علیہ السلام کو ہی حاصل ہوئی اور وہ توجہ دنیا میں محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور شخص کو نصیب نہیں ہوئی۔

قرآن کریم اور سنت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیرت النبی کے ایک حصے کے طور پر اسرا اور معراج کے واقعے کو بیان فرمایا ہے اور اس درمیان آپ کو حاصل ہونے والے اُمورِ خارقہ کے مشاہدات جو انبیا ورسل میں کسی کو حاصل نہ ہوئے اور اِسرا اور معراج کے ساتھ آپ کی تخصیص اور خصوصیت کے ذیل میں علماے اسلام نے جو کچھ لکھا ہے ان سب کا محور و مدار یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۝(۱)

(ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندۂ خاص کو رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی جس کے گرد ونواح ہم نے برکت رکھی تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے)۔

❁❁❁

(۱) قرآن کریم، بنی اسرائیل، آیت: ۱۔

آیت اِسرا: اور شانِ نزول

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سُبۡحٰنَ الَّذِىۡۤ اَسۡرٰى بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِىۡ بٰرَكۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنۡ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ (۱)

(ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندۂ خاص کو رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی جس کے گرد و نواح ہم نے برکت رکھی تا کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے)۔

اس آیت میں اُن مشرکین کا رد ہے جنھوں نے اِسرا کو جھٹلایا جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکین کو اس کی خبر دی۔ آیت میں "سُبۡحٰنَ" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے اور کوئی بھی شئی اس کی طرح نہیں۔

اہلِ اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں "عَبۡد" سے مراد سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ اللہ رب العزت نے "بِعَبۡدِهٖ" فرمایا اس لیے کہ عبودیت جس کی نسبت و اضافت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف کی گئی ہے یہ سب سے زیادہ شرف والا مقام و مرتبہ اور بلند ترین اعزاز ہے اور بندۂ مومن کے لیے اس سے بڑھ کر کمال والی کوئی اور صفت نہیں اور نہ عبودیت سے بلند کوئی مقام و مرتبہ ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مقاماتِ شرف و تکریم میں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر عبدیت کا اِطلاق فرمایا۔ مثلاً سورۃ الکھف میں ارشاد فرمایا: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰى عَبۡدِهِ الۡكِتٰبَ. (۲)

(۱) قرآن کریم، بنی اسرائیل، آیت: ۱۔ (۲) قرآن کریم، سورۂ کہف، آیت: ۱۔

(تمام خوبیاں اس اللہ کے لیے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی۔)

اور سورۂ فرقان میں فرمایا: "تَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ"(۱)

(بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندۂ خاص پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل فرمائی۔)

اور سورۂ نجم میں: فَاَوۡحٰٓى اِلٰى عَبۡدِهٖ مَاۤ اَوۡحٰى" (۲) ارشاد فرمایا۔ ان تمام آیات میں "عبد" سے مراد سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

❁❁❁

اہم معلومات

اس بات پر علما کا اتفاق ہے کہ اِسرا اور معراج کا واقعہ بعثتِ نبوی کے بعد واقع ہوا۔ مگر اس کے وقت اور زمانے کے تعین میں علما کا اختلاف ہے۔ بعض علما کے نزدیک ہجرت کے ایک سال قبل یہ واقعہ پیش آیا اور ایک قول یہ ہے کہ ہجرت سے پانچ سال قبل ماہِ رجب میں یہ واقعہ پیش آیا اور یہی مشہور ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ماہِ رمضان کا واقعہ ہے اور ایک قول کے مطابق یہ واقعہ ماہِ ربیع الاول میں دوشنبہ کی شب میں رونما ہوا یہی آپ کی ولادت باسعادت کی تاریخ ہے اسی دن آپ نے اعلان نبوت فرمایا۔ اسی دن آپ نے ہجرت فرمائی، یہی آپ کے وصال کا دن ہے۔

علما اس پر متفق ہیں کہ اِسرا اور معراج کا واقعہ روح اور جسم دونوں کے ساتھ حالت بیداری میں پیش آیا یہ نیند کا واقعہ نہیں ہے۔ اس پر آیاتِ کریمہ کا ظاہر دلالت کر رہا ہے اور اس بارے میں صحیح احادیث بھی وارد ہیں اور یہ از روئے عقل بھی ممکن ہے اور قدرتِ الٰہیہ کی شایانِ شان بھی ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے "سُبۡحٰنَ الَّذِىۡۤ اَسۡرٰى بِعَبۡدِهٖ"۔ اور عبد درحقیقت روح اور جسم کے مجموعے کو کہتے ہیں۔

(۱) قرآن کریم، سورۂ فرقان، آیت: ۱۔ (۲) قرآن کریم، سورۂ النجم آیت: ۱۰۔

دوسری دلیل: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَازَا غَ الْبَصَرُ وَمَاطَغیٰ (۱)

یہ آیت اِسرا ومعراج کے جسم کے ساتھ حالتِ بیداری میں ہونے پر نہایت صراحت کے ساتھ دلالت کر رہی ہے اس لیے کہ یہاں جس واقعے کا ذکر ہے اس کی اضافت ونسبت بصر کی طرف کی گئی ہے اور یہ نسبت اسی وقت درست ہوگی جب کہ واقعہ اسرا ومعراج بیداری کی حالت میں جسم کے ساتھ ہو۔

اور اسی کی شہادت یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ رَأیٰ مِنْ آیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْریٰ (۲)

(ترجمہ: بے شک اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھی)۔

معلوم ہوا کہ اِسرا ومعراج کا واقعہ اگر حالتِ خواب کا ہوتا تو اس میں نہ تو آیت ونشانی ہوتی اور نہ اس میں کوئی معجزہ ہوتا جو آپ کی سچائی پر دلالت کرتا۔ حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ لیکن خواب کے معاملات میں وہ کمال واعجاز نہیں ہوتا جو حالت بیداری کے معاملات میں ہوتا ہے۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا تو کفار ومشرکین اسے بعید خیال کرتے اسے نہ جھٹلاتے اور اس بات کو سن کر کچھ کمزور ایمان والے مرتد نہ ہوجاتے۔ لوگ اس بات کو سن کر فتنے میں مبتلا ہوگئے اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ عادت سے دور تھی اور یہ واقعہ ایسے زمانے میں پیش آیا جب کہ اسے بہت بعید سمجھا جارہا تھا۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس طرح کے خواب کا انکار نہیں کیا جاتا بلکہ کفار کی تکذیب، ان کا بعید سمجھنا اور بعض لوگوں کا مرتد ہوجانا اس بات پر سب سے قوی دلیل ہے کہ انھوں نے یہ سمجھا کہ صاحب معراج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی ہے اس کا تعلق حقیقی جسمانی بیداری سے ہے جس میں کسی شک وشبہے کی گنجائش نہیں۔

(۱) قرآن کریم، سورہ النجم، آیت: ۱۷۔ (۲) قرآن کریم، سورہ النجم، آیت: ۱۸۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں اور حضرت سعید بن منصور نے اپنے سنن میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْ یَا الَّتِیْ اَرَیْنٰکَ اِلَّافِتْنَۃً لِلنَّاسِ“ کے متعلق روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس سے مراد اسرا کی رات اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ماتھے کی آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ اس روایت میں حضرت سعید نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ خواب کا دیکھنا مراد نہیں ہے۔(۱)

❁❁❁

نقطۂ آغاز سے مسجد اقصیٰ تک

اِسرا کا آغاز مسجد حرام سے اُس وقت ہوا جب حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوۃ والسلام اس گھر میں تشریف لائے جس میں حضور موجود تھے۔ حضرت جبرئیل امین آپ کو مسجد حرام لے گئے مقام حجر تک۔ پھر شقِ صدر کا کام انجام دیا پھر براق تک لے گئے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے اور آپ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی معیت میں اپنے اس مبارک سفر پر روانہ ہوئے۔

یہ مبارک سفر اچانک پیش آیا پہلے سے اس بارے میں نہ کوئی وقت مقرر نہ تھا اور نہ اس کے لیے پہلے سے کوئی تیاری تھی۔ اسی جانب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول ”بَیْنَمَا اَنَا“ سے اشارا فرمایا ہے۔ بہرحال یہ واقعہ اچانک درپیش ہوا اور بغیر کسی سابقہ اطلاع اور اشارے کے رونما ہوا۔

اس کے برخلاف حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو مناجات وہم کلامی ہوئی تھی یہ وقتِ مقررہ پر ہوئی تھی جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

(۱) رواہ البخاری فی (کتاب التفسیر)، ((باب ﴿وما جعلنا الرء یا التی ارینک الافتنة للناس﴾))، حدیث: ۴۷۱۶۔ (۲) فتح الباری (۸/۳۹۸)

وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ج وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ o (۱)

(ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور ان میں دس اور بڑھا کر پوری کیں تو اس کے رب کا وعدہ پوری چالیس رات کا ہوا اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا اور فسادیوں کی راہ کو دخل نہ دینا)۔

❁❁❁

واقعہ شق صدر

اس مبارک سفر پر روانگی سے قبل حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کو کھولا اور آبِ زمزم سے تین مرتبہ دھویا۔ اس مبارک عمل میں حضرت میکائیل علیہ السلام کی معاونت شامل تھی۔ شق صدر کا واقعہ چار مرتبہ پیش آیا۔ پہلی مرتبہ جب آپ قبیلۂ سعد میں بالکل ننھے بچے تھے۔ دوسری مرتبہ دس سال کی عمر میں، تیسری بار بعثت کے وقت، چوتھی مرتبہ اسرا کی رات میں۔

واقعۂ شق صدر صحیح طریقوں پر ثابت ہے اور یہ حقیقت پر مبنی ہے اس کی تاویل کرنا اور اسے امرِ معنوی پر محمول کرنا درست نہیں۔ اس لیے کہ اللہ جل شانہ ہر شے پر قادر ہے۔ اور مافوق العادات کو عقل کے ترازو پر نہیں تولا جاسکتا۔

محدثین نے ذکر کیا ہے کہ حضرت جبرئیل امین نے جس وقت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو نکال کر آب زمزم سے دھویا ہر قسم کی اذیت دینے والی شئی کو آپ کے دل سے نکال دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل نے آپ کے قلب

(۱) قرآن کریم، سورۂ اعراف: ۱۴۲

مبارک سے سیاہ بستہ خون کو نکال دیا اور کہا کہ یہ آپ کے اندر شیطان کا حصہ ہے۔

حضرت شیخ دردیر نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ بالفرض اگر آپ پر شیطان کا بس چلنے والا ہوتا تو یہ آپ کے دل میں شیطان کے وسوسے اور غلبے کا مقام ہوتا۔

شق صدر کا مقصد:

شق صدر کا مقصود یہ تھا کہ جس طرح آپ کے ظاہری کمالات روشن ہیں اسی طرح آپ کے باطنی کمالات کو ظاہر کردیا جائے۔

عارف باللہ امام سید علی حبشی رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ شق صدر جیسا کہ اخبار واحادیث میں وارد ہے اور آپ کے قلب سے شیطان کا حصہ نکال دیے جانے کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَمَا اَخْرَجَ الْاَ مْلَاکُ مِنْ قَلْبِهٖ اَذًی
وَّلٰکِنَّهُمْ زَادُوْهُ طُهْرًا عَلٰی طُهْرٍ

(یعنی فرشتوں نے آپ کے قلبِ اطہر سے اذیت دہ چیز کو نہیں نکالا بلکہ آپ کے پاک دل پر پاکی کا اضافہ کردیا۔)

(حضرت سید محمد بن علوی صاحب کتاب فرماتے ہیں:)

میرے دل میں ایک دوسرا معنوی نکتہ آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک رحمت سے لبریز تھا بلکہ آپ کا قلب مبارک رحمت کا منبع اور اصل ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ.(۱)

(ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ رحمت، رحمتِ عامہ اور کاملہ ہے۔ اس لیے کہ یہ وہ رحمت ہے جو ہر چیز کو وسیع ہے۔ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شیطان، اس کے اعوان واخوان اور ان

(۱) قرآن کریم، سورۃ الانبیاء: ۱۰۷۔

لوگوں کو جن کے لیے اس رحمت سے محرومی مقدر کر دی گئی ہے نکال دیا ہے لہٰذا ان کے لیے رحمتِ رسول کا کوئی حصہ نہ رہا۔ اب اس صورت میں معنی یہ ہوا کہ فرشتوں نے آپ کے قلب مبارک سے شیطان کے لیے آپ کی رحمت کا حصہ نکال دیا لہٰذا شیطان کے لیے اس رحمت سے حصہ نہ رہا۔ واللہ اعلم۔

❁❁❁

مہرِ نبوت

حضرت جبرئیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدرِ مبارک کو چاق کرنے کے بعد آپ کا قلب مبارک دھویا اور اسے حلم، علم، یقین اور اسلام سے بھر دیا اور مہر نبوت کو آپ کے شانوں کے درمیان ثبت کر دیا۔ مہر نبوت گوشت کا ایک چھوٹا اُبھرا ہوا ٹکڑا ہے جس پر بال تھے اور وہ آپ کے بائیں شانے کے اوپری حصے پر تھا۔

مہر نبوت رکھنے کی حکمت:

جب آپ کے قلب مبارک کو ایمان وحکمت اور یقین سے لبریز کر دیا گیا تو اس پر مہر کر دیا گیا۔ جیسے مشک اور موتیوں سے پُر برتن پر مہر کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر اجزائے نبوت کو جمع فرمایا اور اس پر اپنی مہر لگا دی، اسی مہر کی برکت ہے کہ آپ کے دشمن کو آپ پر قابو نہیں ملتا تھا اس لیے کہ مہر کردہ شئی محفوظ ہو جاتی ہے۔ یوں ہی اللہ رب العزت نے ہمارے لیے اس دنیا میں انتظام کر رکھا ہے کہ جب ہم میں سے کوئی شخص کسی شے کو مہر کے ساتھ حاصل کرتا ہے تو لوگوں کا شک دور ہو جاتا ہے اور ان کے مابین اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔

گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت اس بات کا واضح اور نمایاں اشارہ دے رہی ہے کہ آپ کا قلب مبارک نہایت محفوظ ہے۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مہر پہلے سے

موجود تھی اور ظاہر یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں پیدا ہوئے کہ آپ کے جسم مبارک پر اس کا نشان موجود تھا، پھر آپ کی عمر مبارک بڑھتی رہی یہاں تک کہ وہ اسرا و معراج کی رات کبوتری کے انڈے کی مقدار میں ہو گیا۔ مختلف روایات میں یہ تطبیق ہو سکتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو یہ خصوصیت دی گئی اس کے چند مقاصد ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کے علاوہ یہ وصف کسی اور کو حاصل نہیں ہوا اور یہ کہ نبوت کا دروازہ آپ پر بند کر دیا گیا آپ کے بعد کھولا نہ جائے گا۔

حاکم نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: اللہ رب العزت نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس کے نبوت کی علامت اس کے داہنے ہاتھ میں تھی مگر ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبوت کی علامت آپ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔(۱)

اس صورت میں مہر نبوت کا آپ کی پشت مبارک پر رکھا جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے وقت مہر نبوت کو اٹھا لیا گیا۔

❁❁❁

(۱) رواہ الحاکم فی المستدرک: کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، باب ذکر النبی الکلیم موسیٰ بن عمران واخیہ ھارون وعمران، حدیث ۴۱۰۵۔

براق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے۔ براق ''با'' کے ضمے کے ساتھ، بَرِیْقٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ ''سفیدی'' کے ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ براق کا رنگ سفید تھا اور سفید رنگ تمام رنگوں میں سب سے عمدہ رنگ ہے۔ یا براق بَرْق سے بنا ہے اور اس کی تیز رفتاری کی وجہ سے اس کا نام بُراق رکھا گیا۔

اللہ رب العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کے لیے براق (جنت سے) بھیجا جیسا کہ بادشاہوں کا طریقہ ہے کہ جب وہ کسی عظیم ذات کو مدعو کرتے ہیں تو اس کے پاس عمدہ قسم کی سواری تیار کر کے بھیجتے ہیں۔

اِسرا فرشتوں کے پروں پر نہیں ہوا، نہ ہوا کے دوش پر ہوا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ ہوا ان کو اٹھائے رہتی تھی۔ نہ تو اِسرا قدموں سے کرایا گیا کہ وقت کی بساط لپیٹ دی گئی ہو، اس لیے کہ اس سیر سے اللہ عزوجل کی مراد یہ تھی کہ اپنے نبی کو مافوق العادات نشانیوں پر اطلاع دی جائے۔ لطیف مشاہد، شریف مقامات اور عجیب وغریب نشانیوں سے واقف کرایا جائے اور اس مسافت کو فرشتوں یا ہواؤں کے دوش پر طے کرنے میں کوئی تعجب کی بات نہیں، اس کے برعکس وہ حجم والی سواری جس کا ذکر روایات میں آیا ہے اس پر سواری کرنا تعجب خیز بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بغیر براق کے مقام رفیع پر بلالے لیکن سوار ہونے اور سواری کی صفت کو بیان کر کے اس عظیم مقام پر کچھ عادت سے مانوس کیا گیا ہے۔ اور شاید براق کے ذریعہ آپ کا یہ سفر کرایا جانا کرامتِ عرفی کے اظہار کے لیے تھا، اس لیے کہ عظمت والا بادشاہ جب اپنے دوست کو خاص رفیق کے ساتھ ملاتا ہے تو اس کے پاس خاص قسم کی امتیازی سواری بھیجتا ہے جس پر سوار ہو کر وہ وفد آتا ہے۔

❁❁❁

مبارک مقامات

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ مبارک قافلہ دورانِ سفر کئی مقدس ومتبرک مقامات سے گزرتا ہے ان میں سے چند مقامات درج ذیل ہیں:

[کھجوروں کی زمین]

سب سے پہلے آپ کا گزر کھجوروں والی زمین سے ہوا۔ حضرت جبرئیل نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا: اِنْزِلْ فَصَلِّ هٰهُنَا، (اتریے اور یہاں نماز پڑھیے) آپ اترے، نماز ادا کی اور پھر سوار ہوئے۔ حضرت جبرئیل نے آپ سے دریافت کیا، آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ جبرئیل بولے: صَلَّيْتَ بِطَيْبَةَ وَاِلَيْهَا الْمُهَاجَرَةُ (آپ نے طیبہ میں نماز پڑھی ہے اور آپ یہیں ہجرت کریں گے)۔

[مدین میں آمد]

پھر براق کونین کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر آگے بڑھا یہاں تک کہ مدین پہنچا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس درخت کے پاس جس کے نیچے مصر سے نکلنے کے بعد آپ نے سایہ حاصل کیا تھا۔ حضرت جبرئیل نے حضور سے عرض کیا: اِنْزِلْ فَصَلِّ، (اتریے اور نماز پڑھیے)۔ آپ اترے اور نماز ادا فرمائی۔

[طور سینا]

پھر طورِ سینا گئے جہاں پر اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شرف ہم کلامی سے نوازا تھا۔ حضرت جبرئیل نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی: اِنْزِلْ فَصَلِّ۔ (اتریے اور نماز پڑھیے)۔ حضور نے اتر کر نماز پڑھی۔

[بیت لحم]

پھر آپ سوار ہوئے یہاں تک کہ اس سرزمین پر پہنچے جہاں سے شام کے محلات آپ پر روشن ہو گئے۔ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے عرض کیا: اِنْزِلْ فَصَلِّ ۔ اُتریے اور نماز پڑھیے۔ حضور نے نماز ادا فرمائی پھر آپ براق پر رونق افروز ہوئے، جب براق آپ کو لے کر چلا تو جبرئیل امین نے دریافت کیا: آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ حضور نے فرمایا نہیں۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا:

صَلَّیْتَ بِبَیْتِ لَحْمٍ حَیْثُ وُلِدَ عِیْسیٰ ابْنُ مَرْیَمَ.

(آپ نے بیت لحم میں نماز پڑھی ہے۔ یہیں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلو ۃ والسلام کی ولادت ہوئی تھی)۔

ان مقامات پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اترنا اور نماز ادا فرمانا اس بات پر بڑی دلیل ہے کہ ان مقامات کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے تعلق ہے اور یہ سارے مقامات آپ کے پرچم اور منصب کے نیچے ہیں اور یہ کہ اسلام ہی غالب رہنے والی ربانی دعوت ہے اور اس دعوت نے سابقہ تمام دعوتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

❁❁❁

اہم مناظر

[جنات کا فرار ہونا]

رسولِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک سواری مختلف مقامات و مناظر سے گزرتی ہے۔ جب آپ براق پر سیر کر رہے تھے تو آپ نے ایک جنات کو دیکھا جو آپ کو آگ کا ایک شعلہ دکھا رہا تھا جب جب حضور اس کی طرف متوجہ ہوتے جنات آپ کو آگ کا شعلہ دکھاتا۔ حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں آپ کو ایسے کلمات نہ بتاؤں کہ جب آپ وہ کلمات پڑھیں تو اس کا شعلہ بجھ جائے اور وہ منہ کے بل گر پڑے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ضرور بتائیے۔ حضرت جبرئیل نے درج ذیل کلمات سکھائے:

اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ، وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ الَّتِيْ لَايُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمِنْ شَرِّمَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَمِنْ شَرِّمَا ذَرَأَ فِيْ الْاَرْضِ، وَمِنْ شَرِّمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَارَحْمٰنُ.

(ترجمہ: میں اللہ کریم کی پناہ میں آتا ہوں اور اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں جن سے نہ کوئی نیک تجاوز کر سکتا ہے اور نہ فاسق، اس شر سے جو آسمان سے اترتا ہے اور اس شر سے جو آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے، اس شر سے جو زمین میں پیدا ہوا، اس شر سے جو زمین سے نکلتا ہے اور شب و روز کے فتنوں سے، اور رات اور دن کے آنے والوں سے، البتہ جو رات کو خیر سے آئے۔ اے رحمت فرمانے والے۔)

جوں ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کلمات ادا فرمائے جنات منھ کے بل گر کر ہلاک ہو گیا اور اس کا شعلہ بھی بجھ گیا۔

[مجاہدین کا مقام]

چلتے چلتے آپ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو ایک دن فصل بوتی اور دوسرے دن کاٹ لیتی اور جیسے ہی فصل کاٹتی وہ دوبارہ پہلے کی طرف لہلہانے لگتی۔ حضور نے فرمایا: یَا جِبْرَئِیْلُ مَاھٰذَا؟ اے جبرئیل یہ کیا معاملہ ہے؟ جواب دیا کہ یہ اللہ کی راہ میں جہاد و محنت کرتے تھے ان کی نیکیاں نو سو گنا بڑھا دی گئی ہیں اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا وہ ذخیرہ ہو گیا ہے۔

[یہ خوش بو کیسی ہے]

پھر آپ نے ایک خوشبو پائی، پوچھا کہ جبرئیل! یہ خوشبو کیسی ہے؟ عرض کیا یہ فرعون کی بیٹی کی مشاطہ (کنگھی کرنے والی) اور اس کے اولاد کی خوشبو ہے۔ ایک دن یہ خادمہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی تو کنگھی ہاتھ سے گر گئی، اس نے اٹھاتے ہوئے کہا: بِسْمِ اللّٰہِ تَعْسَ فِرْعَوْنُ (اللہ کے نام سے فرعون کی بربادی ہو)۔ فرعون کی بیٹی نے کہا کیا میرے والد کے سوا تیرا رب ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرعون کو اس بات کی خبر دی گئی اس نے خادمہ کو بلایا اور پوچھا: اَوَلَکِ رَبٌّ غَیْرِیْ؟ (کیا میرے علاوہ تیرا کوئی اور رب ہے؟) خادمہ بولی: رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ (میرا اور تیرا رب اللہ ہے)۔ اس خاتون کے دو بیٹے اور شوہر تھا، ان تک حکم بھیجا اور اپنے دین سے پھر جانے کو کہا۔ ان سب نے انکار کر دیا۔ فرعون نے کہا میں تم دونوں کو قتل کر دوں گا۔ خادمہ بولی: تو اگر ہم سب کو قتل کر کے ایک ہی قبر میں دفن کر دے تو تیرا احسان ہوگا (مگر ہم دین نہیں چھوڑیں گے) فرعون بولا ایسا ہی ہوگا اب ہم پر تیرا کوئی حق نہیں رہا۔ فرعون کے حکم پر تانبے کی دیگ بنائی گئی پھر اسے (تیل اور پانی سے) خوب گرم کیا گیا پھر اس کے حکم پر یکے بعد دیگرے انہیں ڈالا گیا جب سب سے چھوٹے بچے کو ڈالا جانے لگا تو اس نے اپنی ماں سے مخاطب ہو کر کہا: یَا اُمَّاہُ قَعِیْ وَلَا تَتَقَاعِسِیْ فَاِنَّکِ عَلَی الْحَقِّ، (اے میری ماں! اس میں جلدی آ، تاخیر نہ کرو کیوں کہ آپ حق پر ہیں)۔

[بے نمازی کا انجام]

اس کے بعد آپ کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے سر توڑے جا رہے تھے جب سر کچل دیے جاتے تو پھر ان کے سر اصلی حالت پر آ جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل بولے: یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر فرض نمازوں سے بوجھل رہتے تھے۔ (یعنی نماز نہیں پڑھتے تھے)

[تارک زکوٰۃ کا حکم]

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے آگے کے مقام پر بوسیدہ کپڑا تھا اور ان کے پیچھے کے مقام پر بھی بوسیدہ کپڑا تھا۔ (یعنی صرف قبل اور دُبر چھپے ہوئے تھے) وہ اونٹوں اور بکریوں کی طرح چرتے ہیں اور ضَرِیْع (ایک قسم کا کانٹا) تھوہڑ کا درخت اور جہنم کے انگارے اور پتھر کھا رہے تھے۔ حضور نے دریافت کیا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل بولے: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کا صدقہ نہیں نکالتے تھے اور اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

[زانی کی سزا]

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے سامنے ہانڈیوں میں حلال و پاکیزہ گوشت تھا اور دوسرا گوشت حرام و خبیث تھا وہ حلال گوشت کو چھوڑ کر حرام خبیث گوشت کھانے لگے۔ حضور نے دریافت فرمایا: جبرئیل! یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت جبرئیل بولے: یہ آپ کی اُمت کا وہ مرد ہے جس کے پاس حلال و پاک بیوی تھی پھر بھی حرام عورت کے ساتھ رات گزارتا تھا اور وہ عورت ہے جس کے پاس حلال و پاک شوہر تھا پھر بھی وہ حرام شخص کے پاس رات گزارتی تھی۔

[راہ کاٹنے والے کی سزا]

پھر آپ کا گزر ایک ایسی لکڑی کے پاس سے ہوا جس کے قریب سے جو بھی کپڑا یا کوئی اور چیز گزرتی وہ لکڑی اسے پھاڑ ڈالتی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: جبرئیل! یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت جبرئیل بولے: یہ آپ کی اُمت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو راستے پر بیٹھتے ہیں اور راستہ روکتے ہیں۔ پھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اعراف:۸۶)

(ترجمہ: اور ہر راستے پر راہ گیروں کو ڈرانے اور اللہ کی راہ سے روکنے کے لیے نہ بیٹھو)

[سود خور کا ہولناک انجام]

آپ نے اس سفر میں ایک ایسے مرد کو دیکھا جو خون کی نہر میں تیر رہا ہے اس کے منہ میں پتھر کا لقمہ ڈالا جاتا ہے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ جبرئیل! یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت جبرئیل بولے یہ سود خور کی مثال ہے۔

[خائن کی سزا]

پھر آپ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو لکڑیوں کا گٹھا جمع کیے ہوئے ہے، وہ اسے اُٹھا نہیں پاتا اور زائد لکڑیاں جمع کرتا رہتا ہے۔ حضور نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت جبرئیل امین نے عرض کیا یہ آپ کی اُمت کا وہ شخص ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہوتی تھیں وہ ان کی ادائیگی پر قدرت نہیں رکھتا تھا اور اس کی خواہش رہتی تھی کہ اور امانتیں لے۔

[فتنہ پرور مقررین کی سزا]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں، ایک مرتبہ کاٹ دیے جاتے تو دوبارہ وہ اپنی اصلی حالت پر ہو جاتے اور اس میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: مَــــنْ

هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ۔ (اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں)؟ حضرت جبرئیل بولے:

هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ الْفِتْنَةِ مِنْ اُمَّتِكَ، يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ.

(یہ آپ کی اُمت کے فتنہ پرور علما ہیں یہ جو کہتے تھے اس پر عمل نہیں کرتے تھے)۔

[غیبت کی سزا]

اس کے بعد آپ کا گزر ایسے اشخاص پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ لوگ ان سے اپنے چہرے اور سینے نوچ رہے تھے، دریافت فرمایا: جبرئیل امین! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل امین بولے:

هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ اَعْرَاضِهِمْ

(یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے تھے)۔

[بدگو کی مثال]

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹے سوراخ پر پہنچے جس سے ایک بہت بڑا بیل نکلا، اب وہ بیل اس میں دوبارہ داخل ہونے کی کوشش کرنے لگا لیکن داخل نہ ہو سکا۔ حضور نے دریافت کیا: اے جبرئیل! یہ کیا معاملہ ہے؟ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بولے: یہ آپ کی اُمت کا وہ شخص ہے جس نے کوئی بڑی بات کہہ دی پھر نادم ہو کر اسے واپس لینا چاہتا ہے لیکن واپس نہیں لے سکتا۔

(محمد بن یوسف شامی کی روایت میں اتنا اضافہ ہے)

[جنت کی نفیس خوش بو]

پھر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک وادی سے گزرے، وہاں مشک کی طرح نفیس وعمدہ خوشبو ملی اور ایک آواز بھی سنی۔ دریافت فرمایا: یہ کیا ہے؟ حضرت جبرئیل نے بتایا کہ جنت کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے: اے رب میرے! مجھے وعدے کے مطابق عطا فرما، اس

لیے کہ میرے پاس بالا خانے، اِستبرق، ریشم، سندنس، دیباج، موتی، مونگے، چاندی، سونا، پیالے، پلیٹیں، بڑے پیالے، سواریاں، شہد، پانی، دودھ اور شراب بہت زیادہ ہیں۔ رب العزت جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

ہر مسلمان اور ہر مومن مرد و عورت، جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے، نیک اعمال کیے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا، نہ ہی میرے سوا کسی کو اپنا معبود بنایا یہ سب تیرے لیے ہیں۔ جو شخص مجھ سے ڈر گیا وہ مامون و محفوظ ہو گیا، جس نے مجھ سے مانگا میں نے اسے عطا کیا، جس نے مجھے قرض دیا میں نے اس کا بدلہ دیا، جس نے مجھ پر بھروسہ کیا میں اس کے لیے کافی ہوں۔ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں وعدہ خلافی نہیں کرتا، اہل ایمان فلاح پا گئے، بزرگ و برتر ہے اللہ کی ذات سب سے اچھا پیدا فرمانے والا، یہ سن کر جنت بولی: میں اس پر خوش ہوں۔

[جہنم کی بدبو]

پھر آپ کا گزر ایک اور وادی سے ہوا آپ نے اس کی بری آواز کو سنا اور وہاں بدبو تھی۔ دریافت فرمایا: جبرئیل! یہ کیا ہے؟ حضرت جبرئیل بولے: یہ جہنم کی آواز ہے، وہ کہہ رہی ہے اے میرے رب! مجھے وعدے کے مطابق عطا فرما، اس لیے کہ میری زنجیریں، ہتھکڑیاں، آگ کی لپٹیں، گرمیاں، کانٹے اور عذاب بہت زیادہ ہیں۔ میری گہرائی بہت زیادہ ہے، میری گرمی بہت سخت ہے لہٰذا تو مجھے وعدے کے مطابق عطا فرما۔ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا: ہر مشرک و کافر اور خبیث مرد و عورت اور ہر وہ متکبر تیرے لیے ہے جو روزِ قیامت پر ایمان نہ لایا۔ (یہ سن کر) جہنم نے کہا میں اس پر راضی ہوں۔

[انبیا اور ملائکہ کی امامت]

پھر آپ آگے بڑھے، یہاں تک کہ شہر بیت المقدس جا پہنچے، اس کے باب یمانی سے داخل ہوئے، براق سے اُترے اور اسے مسجد کے دروازے کے اُس حلقے سے باندھ دیا جس

سے انبیائے کرام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل مقامِ صخرہ پر تشریف لے گئے، آپ نے اپنی انگلی سے اس میں سوراخ کر دیا اور اس سے براق کو باندھ دیا اور مسجد کے اُس دروازے سے داخل ہوئے جس میں سورج اور چاند مائل ہوتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل نے دو رکعت نماز پڑھی، تھوڑی ہی دیر میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیا کو پہچان لیا، کوئی حالت قیام میں کوئی حالت رکوع اور کوئی سجدے میں تھا۔ پھر موذن نے اذان کہی اور جماعت قائم ہوئی، تمام انبیائے کرام صف بستہ امام کے انتظار میں کھڑے ہو گئے، حضرت جبرئیل امین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک پکڑا اور آپ کو آگے کر دیا، حضور نے تمام انبیا (علیہم السلام) کو دو رکعت نماز پڑھائی۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اذان کہی، آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوا، اللہ عزوجل نے تمام انبیا اور رسولوں کو آپ کے لیے جمع فرمایا پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں اور رسولوں کو نماز پڑھائی۔ جب آپ وہاں سے واپس ہوئے، حضرت جبرئیل نے پوچھا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والے لوگ کون تھے؟ حضور نے فرمایا: نہیں۔ جبرئیل بولے: **کُلُّ نَبِیّ بَعَثَہُ اللّٰہُ تَعالیٰ** (سب کے سب نبی تھے اللہ نے انہیں بھیجا تھا)۔

[انبیائے کرام کے خطابات]

علامہ محمد بن یوسف شامی صاحبِ سبل الہدیٰ والرشاد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے ارواحِ انبیا سے ملاقات کی تو انہوں نے رب عزوجل کی تعریف و ثنا بیان کی چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے:

تمام خوبیاں اس اللہ کے لیے جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا، ملک عظیم عطا فرمایا، اور مجھے اُمت وسط بنایا جس کی پیروی کی جائے مجھے آگ سے بچایا اور اسے میرے لیے ٹھنڈی اور امن

وسلامتی کا ذریعہ بنادیا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔

تمام خوبیاں اُس اللہ کے لیے جس نے مجھے شرف ہم کلامی سے نوازا، جس نے فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھوں میں رکھی، اور میری قوم سے ایسے افراد بنائے جو حق کی اتباع کرتے ہیں اور حق کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے فرمایا:

تمام تعریفات اس اللہ کے لیے جس نے میرے لیے عظیم الشان سلطنت بنائی، مجھے زبور کی تعلیم فرمائی۔ میرے لیے لوہے کو نرم فرمایا، میرے لیے پہاڑوں کو مسخر کردیا، پہاڑ اور پرندے میرے ساتھ اللہ کی پاکی بولتے ہیں۔ اس نے مجھے حکمت اور قولِ فیصل (علم قضا جو حق وباطل میں تمیز کردے۔ مترجم) عطا فرمایا۔

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی اس انداز میں تعریف وتوصیف بیان کی۔

تمام خوبیاں اُس اللہ کے لیے جس نے ہواؤں کو میرے لیے مسخر فرمایا اور جس نے میرے لیے شیاطین اور انسان کو مسخر فرمایا۔ وہ میرے لیے جو میں چاہتا ہوں، اونچے اونچے محل، تصویریں اور بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں بناتے ہیں۔ اور جس نے مجھے پرندوں کی بولی سکھائی اور اپنے فضل سے ہر شئے عطا فرمائی اور میرے لیے شیاطین، انس وجن اور پرندوں کی جماعت کو مسخر فرمادیا اور مجھے اپنے کثیر مومن بندوں پر فضیلت عطا فرمائی اور مجھے ایسی عظیم سلطنت عطا فرمائی کہ ویسی میرے بعد کسی کو نہ ملے گی اور میری سلطنت کو پاکیزہ سلطنت بنایا جس میں کوئی حساب اور سزا نہیں۔

پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

تمام خوبیاں اُس اللہ کے لیے جس نے مجھے اپنا کلمہ بنایا اور میرا معاملہ حضرت آدم علیہ السلام جیسا بنایا، انہیں اللہ نے مٹی سے پیدا فرمایا پھر ان سے ''کُــنْ'' فرمایا اور مجھے کتاب

وحکمت اور توریت وانجیل کا علم عطا فرمایا۔ مجھے ایسا بنایا کہ میں کوڑھیوں اور سفید داغ والوں کو صحیح کرتا ہوں اور حکمِ الٰہی سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں، اس نے مجھے آسمان پر اٹھایا، مجھے پاک فرمایا اور مجھے اور میری والدہ کو شیطان مردود سے محفوظ رکھا چناں چہ شیطان مردود کو ہم پر قابو نہیں۔ (یہاں علامہ محمد بن یوسف شامی کے اضافے والی روایت مکمل ہوگئی)

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ سب نے اپنے رب کی تعریف کرلی اور اب میں اپنے رب کی تعریف وتوصیف بیان کرتا ہوں پھر آپ نے حمد شروع فرمائی:

تمام خوبیاں اُس اللہ کے لیے جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا، ساری انسانیت کے لیے بشیر ونذیر بنایا، مجھ پر قرآن نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا روشن بیان موجود ہے اور میری اُمت کو خیرِ اُمت اور اُمتِ وسط بنایا۔ اور اولین وآخرین کو میری اُمت سے بنایا، میرے سینے کو کھول دیا، مجھ سے میرے بوجھ کو دور فرمادیا، میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھے فاتح وخاتم بنایا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (گروہِ انبیا کی طرف مخاطب ہوکر) فرمایا: اِنھیں اَسباب سے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سب پر فضیلت عطا فرمائی۔

(علامہ محمد بن یوسف شامی صاحب سبل الہدیٰ والرشاد نے اضافہ کیا ہے)

[قیامت کا تذکرہ]

پھر حضرت انبیائے کرام کے مابین قیامت کا تذکرہ ہوا، سب نے اس معاملے کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹادیا۔ آپ نے جواب دیا: لَا عِلْمَ لِیْ بِھَا مجھے اس بارے میں علم نہیں۔ پھر انبیا علیہم السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رجوع کیا انہوں نے بھی کہا کہ مجھے اس کے وقت کا علم نہیں۔ پھر سب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تو آپ نے فرمایا: وقوعِ قیامت کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے مگر مجھ سے جن باتوں کا عہد لیا گیا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ دجال قیامت سے پہلے آئے گا اُس وقت میرے ساتھ دو شاخیں ہوں گی جب وہ مجھے دیکھے گا سیسے کی طرح پگھلنا شروع ہوجائے گا۔ جوں ہی

وہ مجھے دیکھے گا اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کردے گا یہاں تک کہ ہر پتھر پکار کر کہے گا کہ اے مسلمان! فلاں کافر میرے نیچے چھپا ہوا ہے اسے پکڑ کر قتل کردے۔ پھر اللہ تعالیٰ تمام کفار کو ہلاک فرمادے گا پھر لوگ اپنے گھروں اور وطنوں کی طرف لوٹ آئیں گے۔

پھر یاجوج وماجوج نکلیں گے۔ وہ شہروں میں داخل ہوجائیں گے جس چیز پر بھی گزریں گے اسے ہلاک وبرباد کردیں گے۔ تمام پانی پی جائیں گے، لوگ میرے پاس شکایت لے کر آئیں گے چناں چہ میں بارگاہ الٰہی میں ان کی ہلاکت کی دعا کروں گا تو اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک فرمادے گا یہاں تک کہ زمین ان کی بدبو سے بھر جائے گی پھر رب تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا تو بارش ان کے جسموں کو بہا کر سمندر میں پھینک دے گی۔ میرے رب نے مجھ سے یہ عہد بھی لیا ہے کہ جب یہ معاملات رونما ہوجائیں گے تو قیامت اِس طرح قریب آجائے گی جیسے وہ حاملہ جس نے اپنے ایام حمل پورے کرلیے ہوں اور اسے علم نہ ہو کہ ولادت صبح کو ہوجائے گی یا شام کو۔ (شامی کا اضافہ ختم ہوا)

اس موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت کی پیاس محسوس ہوئی، تو حضرت جبرئیل امین ایک برتن میں شراب اور ایک برتن میں دودھ لے کر آئے، لیکن آپ نے دودھ کو اختیار فرمایا۔ یہ دیکھ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا۔ (۱)

❁❁❁

(۱) فطرت سے مراد اِسلام ہے۔ (مؤلف کتاب)

چند حکمتیں اور فائدے

یہ مناظر جن کا اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سفر کے دوران مشاہدہ کیا، عالمِ اسرار میں مختلف قسم کی ان حکمتوں اور حقائق کے مشاہدات تھے جو عالم ظاہر میں بندوں کے احوال میں جاری وساری ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام سے ان کا لب لباب دریافت فرماتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان اسرار کو کھول دیتے اس سے بڑی حکمتوں اور بڑے فائدوں کو پتہ ملتا ہے۔

اخلاق کا حقیقی سرچشمہ:

ان بڑے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ ان مناظر میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ اخلاق کا حقیقی سرچشمہ دین ہے، صرف ضمیر انسانی نہیں ہے۔ اور یہیں سے دورِ جدید کے بعض نام نہاد دانش وروں کی خطا واضح ہوجاتی ہے جو ضمیر انسانی کو اصل اخلاق کی اساس بتاتے ہیں، یہ فاش غلطی ہے۔ صرف ضمیر انسانی اخلاق کی بنیاد بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی نہ اس کے لیے اخلاق کی بنیاد ہونا ممکن ہے، اس لیے کہ ضمیر انسانی کی تربیت ہوتی ہے اور اسے ڈھالا جاتا ہے اور اس کو ایک خاص سانچے میں ڈھالنا یہ اس کی ظاہری شکل، اس کا میلان، اور نقطہ نظر ہے جو تہذیب وثقافت، ماحول، زمانہ اور طبقات سے متاثر ہوتا ہے۔

ہاں! وہ ضمیر انسانی جس کا سانچا دین نے تیار کیا ہو، جس نے اسلامی ماحول میں پرورش پائی ہو اور شریعت وعقیدہ سے آراستہ وپیراستہ ہو وہ اخلاق کا بڑا مصدر ہے۔ چناں چہ اخلاق کا معاملہ دین اور عقیدہ کی طرف راجع ہے اس لیے کہ ضمیر انسانی کو بھی اسی طرح کھوٹا بنادیا جاتا ہے جس

طرح کھوٹی چیزیں بنائی جاتی ہیں لہٰذا ضمیر انسانی اخلاق کا غلط پیمانہ ہے۔

بعض لوگ اخلاق کا مصدر مصلحتِ عامہ کو قرار دینا چاہتے ہیں، لیکن مصلحت عامہ کا لفظ مبہم اور اس کے معانی میں تحدید وتعین نہیں ہے۔ ہر شخص مصلحت عامہ کا لفظ اپنی فکر کی ترجمانی کرتے ہوئے بولتا ہے۔ خواہ اس کی فکر حق سے منحرف ہو یا نہ ہو، لہٰذا مصلحت عامہ کو اخلاق کی اساس قرار دینا اخلاق کی ضمانت نہیں ہے۔

کچھ لوگ اخلاق کا مرجع انفرادی مصلحت، لذت، یا منفعت کو قرار دینا چاہتے ہیں اور یہ سارے نظریات مغرب میں یا تو یورپی ہیں یا امریکی ہیں اور اس وقت کے نظریات ہیں جب مغرب انحراف والحاد کی راہ پر چل پڑا۔

البتہ! اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ اخلاق کا معیار دینی اصول ومبادی ہیں، قرآنی آیات ہیں، اور وہ فضائل وکمالات ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی مطلع فرمایا ہے، وہ فضائل ومحاسن جن کو قرآن کریم نے فصیح عربی اسلوب میں متیقن طور پر بیان کیا ہے اور جن کو اسرا اور معراج کے واقعے نے حقیقی رہنما، تیر بہدف اور اثر انگیز مناظر کی صورت میں بیان کیا ہے، اور جن کو نبی کی سنت شریفہ نے واضح کیا ہے۔ اور جن کو قرآن وسنت نے ایمان کی مضبوط اور قوی بنیاد پر قائم کیا ہے، بلاشبہہ اسرا اور معراج کے سفر میں ایک ایسی زندگی کا منہج پایا جاتا ہے جس کی اساس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان پر قائم ہے۔

❀❀❀

آسمانی مناظر ومشاہد کا آغاز

عروج کی ابتدا:

پھر سیڑھی لائی گئی، یہ وہ ربانی سیڑھی تھی جس کے ذریعہ آپ کا عروج ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عروج (بلندیوں پر تشریف لے جانا) براق کے ذریعہ نہیں تھا بلکہ اِسی ربانی معراج (سیڑھی) کے ذریعہ ہوا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ بدستور براق پر تشریف فرما رہے یہاں تک کہ آپ کو آسمان کی بلندیوں پر لے جایا گیا مگر مشہور یہی ہے کہ آپ بذریعۂ معراج بلندیوں پر تشریف لے گئے۔

[آسمان اول پر]

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

پھر ہم کو آسمانِ دنیا (پہلے آسمان) پر لے جایا گیا، حضرت جبرئیل نے آسمان کے دروازے پر دستک دی، پوچھا گیا کون ہے؟ جواب دیا جبرئیل، پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا میرے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر آواز آئی کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ جبرئیل بولے ہاں اُن کو بلایا گیا ہے۔ فرشتے نے اَهْلاً وَّسَهْلاً مَّرْحَباً کہا۔ اللہ رب العزت ہمارے بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے، آپ کتنے عمدہ بھائی اور کتنے اچھے خلیفہ ہیں! آنے والا کتنا مبارک ہے! پھر دونوں کے لیے دروازہ کھول دیا گیا جب ہم دونوں آگے بڑھے تو وہاں ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام اپنی اسی صورت پر موجود تھے جس صورت پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تخلیق فرمائی تھی، ان پر انبیاے کرام اور ان کی اہل ایمان اولاد کو پیش کیا جاتا ہے تو فرماتے ہیں: پاک وطیب نفوس اور روحیں ہیں انہیں مقام علیین (۱) میں لے جاؤ پھر آپ پر کافر اولاد کی روحیں پیش کی جاتی ہیں تو فرماتے ہیں یہ خبیث وناپاک ارواح ہیں انہیں مقام سجین (۲) میں لے جاؤ۔

(۱) علیین، جنت میں ایک اعلیٰ مقام کا نام ہے، یا علیین سے جنت مراد ہے یہی معنی یہاں زیادہ مناسب ہے۔

(۲) سجین، جہنم کا سب سے نچلا مقام، یا سجین سے مراد جہنم ہی ہے، یہ معنی یہاں زیادہ مناسب ہے۔ (مؤلف کتاب)۔

آپ نے اپنے دائیں جانب ایک گروہ اور دروازے کو دیکھا جس سے خوشبو آرہی تھی اور بائیں جانب بھی ایک گروہ اور دروازے کو دیکھا جس سے بدبو آرہی تھی، جب حضرت آدم اپنی دائیں طرف دیکھتے تو ہنس پڑتے اور خوش ہوجاتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو غمگین ہوجاتے اور رو پڑتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کیا، حضرت آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: مَرْحَباً بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ

خوش آمدید اے صالح بیٹے اور صالح نبی!

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل بولے یہ آپ کے والد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور یہ گروہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں، ان میں داہنی جانب والے جنتی ہیں اور بائیں جانب والے جہنمی ہیں۔ آپ داہنی طرف والوں کو دیکھ کر ہنستے اور خوش ہوتے ہیں اور بائیں جانب والوں کو دیکھ کر غمگین ہوتے اور رو پڑتے ہیں۔ آپ کے داہنی طرف کا دروازہ جنت کا دروازہ ہے اپنی اولاد کو اس میں داخل ہوتا دیکھ کر آپ ہنستے اور خوش ہوتے ہیں اور جو دروازہ آپ کی بائیں جانب ہے وہ جہنم کا دروازہ ہے جب اس میں اپنی اولاد کو داخل ہوتا دیکھتے ہیں رنجیدہ ہوکر رو پڑتے ہیں۔

(شامی نے اتنا اضافہ کیا ہے)

[حرام کے مرتکب]

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذرا آگے بڑھے تو وہاں چند دستر خوان دیکھے جن پر کٹے ہوئے گوشت کے ٹکڑے تھے کوئی اس کے قریب بھی نہیں جاتا تھا، تھوڑے فاصلے پر بدبودار گوشت رکھا ہوا ہے وہاں لوگ اکٹھا ہیں اور اسے کھا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل بولے:

هٰؤُلَاءِ مِنْ اُمَّتِکَ یَتْرُکُوْنَ الْحَلَالَ وَیَأْتُوْنَ الْحَرَامَ

(یہ آپ کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑ کر حرام اختیار کرتے تھے)۔

ایک روایت میں یوں ہے: آپ ایسے لوگوں پر گزرے جن کے سامنے دستر خوان پر بھنا ہوا حلال گوشت تھا اور قریب ہی میں مردار گوشت تھا لوگ حلال گوشت کو چھوڑ کر مردار کھا رہے تھے۔ دریافت کرنے پر حضرت جبرئیل نے بتایا کہ یہ زانی ہیں، جو اللہ کے حرام کردہ کو حلال کرتے تھے اور اس کے حلال کردہ کو حرام کر لیتے تھے۔

[سود خور کا انجام]

کچھ اور آگے بڑھے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کچھ لوگوں کے پیٹ گھروں کی طرح ہیں جن میں سانپ ہیں جو ان کے پیٹ کے باہر سے دکھائی دیتے ہیں۔ جب بھی ان میں کا کوئی اٹھتا ہے گر جاتا ہے پھر کہتا ہے: اے اللہ قیامت قائم مت کر۔ وہ آل فرعون کی گزرگاہ پر کھڑے ہیں اور گزرنے والا قافلہ ان کو روندتے ہوئے گزر جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو خوف سے پکارتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہوئے سنا۔ تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جواب ملا کہ یہ آپ کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے ہیں یہ اس طرح کھڑے ہوں گے جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان نے چھو لیا ہو۔ (مخبوط الحواس ہوں گے)

[یتامیٰ کا مال کھانے والے]

پھر تھوڑا اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹ جیسے ہیں ان کے منہ کھول کر پتھر ڈالے جا رہے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کے منہ میں جہنم کی چٹان ڈالی جاتی ہے پھر ان کے پیچھے کے مقام سے نکالی جاتی ہے آپ نے سنا کہ وہ اللہ کے حضور خوف سے چلّا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: جبرئیل! یہ کون ہیں؟ جواب ملا یہ وہ لوگ ہیں جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے تھے وہ تو اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔

[زنا کار عورتیں]

پھر ذرا اور آگے بڑھے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کچھ عورتیں اپنی پستانوں کے بل لٹکی ہوئی ہیں اور کچھ عورتیں پیروں کے بل اوندھا لٹکی ہوئی ہیں آپ نے انہیں بھی سنا کہ خوف ودہشت سے اللہ کو پکار رہی ہیں۔حضور نے دریافت فرمایا جبرئیل! یہ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام بولے : هٰؤُلَاءِ اللّٰتِیْ یَزْنِیْنَ وَیَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ
یہ وہ عورتیں ہیں جو زنا کا ارتکاب کرتی تھیں اور اپنی اولاد کو قتل کرتی تھیں۔

[غیبت کی سزا]

کچھ اور آگے بڑھے تو آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر لقمہ بنایا جاتا ہے اور پھر ہر ایک سے کہا جاتا ہے اسے کھا جیسے تو اپنے بھائی کا گوشت کھایا کرتا تھا۔حضور کے دریافت کرنے پر حضرت جبرئیل نے بتایا کہ یہ آپ کی اُمت کے غیبت کرنے والے اور عیب جُو لوگ ہیں۔(شامی کا اضافہ مکمل ہوا)

[آسمان دوم پر]

پھر دونوں دوسرے آسمان پر پہنچے، حضرت جبرئیل نے دروازے پر دستک دی، پوچھا گیا کون ہے؟ بولے کہ جبرئیل ہوں۔ پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب ملا ہاں: آواز آئی مرحبا اَهْلاً وَّسَهْلاً، اللہ تعالیٰ اس بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے۔ کیا ہی عمدہ بھائی اور خلیفہ ہیں اور کتنا اچھا مہمان آیا۔اس کے بعد دروازہ کھول دیا گیا۔ جب دونوں آگے بڑھے تو وہاں دو خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام سے ملاقات ہوئی، وہ ایک دوسرے کے صورت، لباس اور بالوں میں مشابہ تھے۔ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ افراد بھی تھے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد، مائل بسرخی وسفیدی اور سیدھے بالوں والے تھے ایسا لگتا تھا کہ ابھی ابھی حمام سے غسل فرما کر نکلے ہیں۔نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے آپ کو عروہ بن مسعود ثقفی کے مشابہہ قرار دیا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں حضرات کو سلام کیا، دونوں نے آپ کے سلام کا جواب دیا۔ پھر دونوں نے حضور کو مرحبا اے صالح بھائی اور صالح نبی کہا اور دونوں حضرات نے خیر وعافیت کی دعا فرمائی۔

[آسمان سوم پر]

پھر تیسرے آسمان پر پہنچے، حضرت جبرئیل نے دروازے پر دستک دی، پوچھا گیا کون ہے؟ جواب دیا میں جبرئیل ہوں۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جواب دیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔آواز آئی کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ جواب دیا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ یہاں بھی سابقہ طریقے پر آپ کو مرحبا کہا گیا۔ جب آگے بڑھے تو حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف کو سلام کیا انہوں نے آپ کے سلام کا جواب دیا۔ پھر بولے: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ اور پھر آپ کے لیے دعاے خیر کی۔ آپ کو نصف حسن دیا گیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ مخلوقات میں سب سے حسین تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو خوبصورتی کے ذریعے ایسی فضیلت عطا فرمائی جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر۔حضور کے سوال پر جبرئیل نے بتایا یہ آپ کے بھائی یوسف علیہ السلام ہیں۔

[آسمان چہارم پر]

پھر چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے، حضرت جبرئیل نے دستک دی، سابقہ طریقے پر سوال وجواب کے بعد یہاں حضرت اِدریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، حضور نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا حضرت اِدریس علیہ السلام نے بھی آپ کو مرحبا کہا اور دعاے خیر فرمائی۔

[آسمان پنجم پر]

پھر پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے بھی

دوسرے انبیا کی طرح آپ کو مرحبا اور خوش آمدید کہا، آپ کی داڑھی مبارک نصف سفید اور
نصف سیاہ تھی اور ان کی داڑھی ان کے ناف کے قریب تک تھی۔ ان کے پاس کچھ بنی
اسرائیلی تھے آپ ان سے خطاب فرمارہے تھے، حضور نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب
دیا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے آپ کو مرحبا اے صالح بھائی اور صالح نبی کہا اور دعاے
خیر فرمائی۔ حضور کے دریافت کرنے پر حضرت جبرئیل نے بتایا کہ یہ اپنی قوم کے محبوبِ نظر
حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام ہیں۔

[آسمان ششم پر]

پھر چھٹے آسمان پر پہنچے، حسب سابق سوال وجواب ہوئے اور مرحبا کے کلمات کہے
گئے۔ پھر کچھ انبیاے کرام اور ان کی قوموں کے پاس سے گزر ہوا، کسی نبی کے ساتھ چندلوگ
تھے، کسی کے ساتھ کثیر لوگ تھے۔ کچھ انبیا ایسے بھی تھے جن کے ساتھ کوئی نہ تھا، پھر آپ ایک
بڑے گروہ کے پاس سے گزرے، پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب ملا یہ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم ہے
، آپ اپنا سر اٹھایئے میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑی جماعت ایک جانب سے دوسری
جانب تک اُفق کو گھیرے ہوئے ہے، بتایا گیا کہ یہ آپ کی اُمت ہے۔ ان کے علاوہ ستر ہزار وہ ہیں
جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ ذرا آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات
ہوئی۔ آپ طویل القامت شخص تھے، ایسا لگتا کہ آپ قبیلۂ شنوءہ کے لوگوں میں سے تھے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کیا، حضرت موسیٰ نے آپ کے سلام کا
جواب دیا پھر مرحبا اے صالح بھائی اور صالح نبی کہا۔ پھر دعاے خیر فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا:
لوگوں کا خیال ہے کہ اولادِ آدم میں اللہ کے حضور سب سے اونچا مقام میرا ہے حالاں کہ
حقیقت یہ ہے: یہ ہستی اللہ کے نزدیک مجھ سے زیادہ معزز ومکرم ہے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رو پڑے، پوچھا
گیا رونے کا سبب کیا ہے، فرمایا: یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے لیکن ان کی اُمت میری

اُمت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔ بنی اسرائیل کا گمان ہے کہ میں اللہ کے حضور اولادِ
آدم میں سب سے معزز ہوں حالاں کہ یہ شخصیت دنیا میں میرے بعد آئی جب کہ میں دوسری
دنیا میں ہوں۔ اگر فقط آپ کی ذات افضل ہوتی تو کوئی بات نہ تھی مگر ان کے ساتھ ان کی
اُمت بھی تمام امتوں سے افضل ہے۔

[آسمان ہفتم پر]

پھر دونوں حضرات ساتویں آسمان پر پہنچے، حضرت جبرئیل نے دستک دی، یہاں بھی
سوال وجواب کے بعد مرحبا کے کلمات کہے گئے، ذرا آگے بڑھے تو یہاں حضرت ابراہیم
خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی، آپ جنت کے دروازے کے پاس بیت
المعمور سے ٹیک لگائے سونے کی کرسی پر رونق افروز تھے، آپ کی اُمت کے کچھ لوگ بھی وہاں
تھے، حضور نے انہیں سلام کیا، حضرت ابراہیم نے سلام کا جواب دیا۔ اور آپ نے بھی فرمایا:
مرحبا اے صالح بیٹے وصالح نبی۔ پھر ارشاد فرمایا: اپنی اُمت کو حکم دیں کہ جنت میں بکثرت
پودے لگائیں کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے اور اس کی زمین وسیع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
پوچھا: **وَمَا غِرَاسُ الْجَنَّةِ؟** جنت کے پودے کیا ہیں؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا: **لَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ** ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ اپنی اُمت کو میری طرف سے سلام کہیں اور انہیں خبر دیں
کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے، اس کا پانی شیریں ہے اور اس کے پودے: **سُبْحٰنَ اللّٰهِ،
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ** ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب ہی کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے جن کے چہرے
(چمک اور سفیدی میں) کاغذ کی طرح تھے، کچھ اور لوگ تھے جن کے رنگوں میں کچھ کمی تھی،
جن کے رنگوں میں کمی تھی، اُٹھے اور ایک نہر میں داخل ہوگئے، اس میں انہوں نے غسل کیا
جب نکلے تو ان کا رنگ کچھ صاف ہوگیا، دوبارہ نہر میں داخل ہو کر غسل کیا، نکلے تو ان کا رنگ

مزید صاف ہوگیا۔ تیسری بار پھر نہر میں داخل ہو کر انہوں نے غسل کیا اب ان کا رنگ ان کے ساتھیوں کی طرح بالکل صاف و سفید ہوگیا۔ پھر وہ آکر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: جبرئیل! یہ سفید چہرے والے اور جن کے رنگوں میں کمی تھی کون ہیں؟ اور یہ نہریں کیسی ہیں جن میں داخل ہو کر انہوں نے غسل کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: سفید چہرے والے وہ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم و معاصی کو شامل نہ کیا تھا اور وہ جن کے رنگوں میں کچھ کمی ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک عمل کیے اور اس کے ساتھ گناہ بھی کیے۔ پھر بارگاہ الٰہی میں توبہ کی تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی اور ان نہروں کی تفصیل یہ ہے کہ پہلی نہر رحمت ہے دوسری نہر نعمت ہے اور تیسری نہر شرابِ طہور کی ہے۔ کہا گیا کہ یہ آپ اور آپ کی اُمت کی جگہ ہے۔

اسی اثنا میں آپ نے دیکھا کہ آپ کی اُمت دو حصوں میں منقسم ہے، ایک گروہ کے جسم پر کاغذ کی طرح سفید کپڑے ہیں دوسرے گروہ پر خاکستری رنگ کے کپڑے ہیں۔ پھر آپ بیت المعمور میں داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ سفید لباس والے بھی داخل ہوئے اور جن کے لباس خاکستری رنگ کے تھے انہیں چھپا دیا گیا حالاں کہ وہ بھی خیر پر ہوں گے۔ پھر آپ نے اپنے ساتھ کے مومنین کو لے کر بیت المعمور میں نماز پڑھی۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں قیامت تک دوبارہ داخلہ نصیب نہ ہوتا۔ بیت المعمور خانۂ کعبہ کے ٹھیک اوپر ہے یہاں تک کہ اگر بیت المعمور سے کوئی پتھر گرایا جائے تو وہ کعبۂ معظّمہ پر گرے گا۔

(شامی نے درج ذیل کلمات کا اضافہ کیا ہے)

طبرانی سے سندِ صحیح کے ساتھ مروی ایک حدیث میں ہے:

جس رات مجھے سیر کرائی گئی جب میں ملأ اعلیٰ پر سے گزرا تو حضرت جبرئیل کو دیکھا کہ خشیتِ الٰہی سے آپ کی حالت تنکے کی طرح تھی۔

دوسری روایت میں ہے: آپ کی حالت زمین سے چمٹے ہوئے کجاوے جیسی تھی۔

❀❀❀

سدرۃ المنتہیٰ کی طرف روانگی

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے، زمین سے اوپر پہنچنے والی ہر شے کی آخری حد یہی ہے وہاں سے اُسے حاصل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اوپر سے نیچے والی ہر شئی کی آخری حد یہی ہے، یہیں سے اسے حاصل کیا جاتا ہے۔ سدرہ ایسا درخت ہے جس کی جڑوں سے پانی کی ایسی نہریں بہہ رہی ہیں جن کا پانی کبھی خراب نہ ہو۔ اور دودھ کی ایسی نہریں ہیں جس کا مزہ متغیر نہ ہو اور شراب کی ایسی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے اور شہد کی صاف شدہ نہریں ہیں۔ سوار اگر اس کے سایے میں ستر سال تک چلے تو بھی سایہ ختم نہ ہو۔ اس کے پھل ہجر(۱) کے مٹکوں کی طرح، اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے (شکل میں) اُس کا ایک پتہ اس اُمت کو ڈھانپ سکتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کا ایک پتہ تمام مخلوقات کو اپنے سایے میں کر سکتا ہے۔ اس کے ہر پتے پر ایک فرشتہ ہے اسے ایسے رنگوں نے ڈھانپ رکھا ہے جسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جب امر الٰہی نے اسے ڈھانپ لیا تو اس میں تبدیلی آ گئی۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ یاقوت و زبرجد بن گئی۔ کوئی شخص اس کا حسن و جمال بیان نہیں کر سکتا۔ اس میں سونے کے پروانے تھے۔ اس کی جڑ سے چار نہریں رواں ہیں، دو نہریں باطنی اور دو ظاہری، حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا: جبرئیل! یہ نہریں کیسی ہیں؟ حضرت جبرئیل نے بتایا کہ دو باطنی نہریں جنتی ہیں اور دو ظاہری نہریں نیل و فرات ہیں۔

(شامی نے اتنا اور اضافہ کیا ہے) سدرہ کی جڑوں سے چشمے بہہ رہے تھے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے، پھر اس سے دو نہریں نکلتی ہیں ایک کوثر ہے جو تیر کی طرح نہایت تیزی سے بہتا ہے۔ کوثر پر موتی، یاقوت اور زبرجد کے خیمے تھے، اس پر نہایت خوبصورت سبز پرندے تھے،

---

(۱) ہَجَرْ مدینہ شریف سے قریب ایک بستی کا نام ہے اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے ''اَلْقِلَالُ الْهَجَرِيَّةُ'' کہا جاتا ہے۔ یہ بحرین کی جہت میں واقع شہر کے علاوہ ایک دوسرا علاقہ ہے۔ (مؤلف)

آپ نے اس میں سونے چاندی کے برتن بھی ملاحظہ کیے۔ یہ نہرِ سلسبیل یاقوت وزمرد کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر بہہ رہی تھی، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید تھا، (حضور فرماتے ہیں) میں نے ایک برتن میں وہ پانی لے کر پیا تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر حضرت جبرئیل نے حضور سے عرض کیا یہ وہ نہر ہے جسے آپ کے رب نے آپ کے لیے محفوظ کر رکھا ہے اور دوسری نہر نہرِ رحمت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں غسل فرمایا تو آپ کی اگلی پچھلی خطائیں بالفرض اگر ہوتیں وہ بھی معاف کر دی گئیں۔

(یہاں شامی کا اضافہ مکمل ہوا)

مقامِ سدرہ پر حضور سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل امین کو دوسری صورت میں دیکھا کہ آپ کے چھ سو پَر ہیں، ہر ایک پَر نے اُفق کو گھیر رکھا ہے، ان کے پر سے اس قدر خوبصورت موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

پھر کوثر سے ہوتے ہوئے جنت میں داخل ہوئے، وہاں ایسی نعمتیں تھیں کہ اس جیسی کسی آنکھ نے دیکھا، کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا تصور گزرا۔ جنت کے دروازے پر آپ نے لکھا دیکھا:

اَلصَّدَقَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرُ

یعنی صدقہ پر دس گنا اجر وثواب ہے اور قرض پر اُٹھارہ گنا اجر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل امین سے پوچھا: قرض صدقہ سے افضل کیوں ہے؟ جواب دیا کہ مانگنے والا اس وقت بھی مانگتا ہے جب اس کے پاس ہو مگر مقروض حاجت کے وقت ہی قرض لیتا ہے۔

پھر آپ آگے تشریف لے گئے وہاں دودھ کی ایسی نہریں تھیں جن کا رنگ متغیر نہیں ہوتا تھا اور شراب کی ایسی نہریں تھیں جو پینے والے کو لطف ولذت عطا کرنے والی ہیں۔ اور خالص شہد کی نہریں بھی تھیں، اس میں موتیوں کے گنبد تھے، اور جنت کے انار بڑے ڈول

جیسے تھے اور اس کے پرندے بختی اونٹوں کی طرح تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! اس کا گوشت تو نرم ہوتا ہے، حضور نے فرمایا: میں نے اسے کھایا تو اسے بختی اونٹوں سے بھی زیادہ نرم پایا۔ مجھے امید ہے کہ تم بھی اسے کھاؤ گے۔

پھر آپ پر دوزخ کو پیش کیا گیا، اس میں اللہ کا غضب، زجر وتوبیخ اور عذاب تھا پھر آپ کے سامنے جہنم کو بند کر دیا گیا۔

❁❁❁

دیدار اور شرف ہم کلامی

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام پر لے جایا گیا، جہاں آپ نے تقدیر کے سلسلے میں قلموں کے چلنے کی آواز سماعت فرمائی۔ آپ نے نورِ عرش میں ایک شخص کو چھپا ہوا پایا۔ دریافت فرمایا کیا یہ فرشتہ ہے؟ بتایا گیا کہ نہیں۔ پوچھا گیا وہ نبی ہیں؟ جواب ملا کہ نہیں، پھر کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ وہ شخص ہے کہ دنیا میں اس کی زبان ذکرِ الٰہی سے تر رہتی تھی، اس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا تھا اور کبھی ایسا کام نہ کیا جس کی وجہ سے اس کے ماں باپ کو برا بھلا کہا جائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب سبحانہ وتعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے، آپ سجدے میں چلے گئے، آپ کو اس وقت رب سے ہم کلامی کا شرف بھی حاصل ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ نے عرض کیا حاضر ہوں اے میرے رب! رب نے ارشاد فرمایا: مانگو۔ حضور نے عرض کیا: بے شک تو نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا، انہیں عظیم بادشاہت عطا فرمائی، موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، حضرت داؤد علیہ السلام کو ملکِ عظیم عنایت فرمایا، ان کے لیے لوہے کو نرم فرمایا، ان کے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا، تو نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو عظیم سلطنت عطا فرمائی، ان کے لیے جن وانس اور شیاطین کو مسخر فرمادیا، اور ان کے لیے ہواؤں کو مسخر فرمایا، تو نے انہیں ایسی بادشاہت عطا فرمائی کہ ویسی بادشاہت ان کے بعد کسی کو نہ ملے گی، تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو توریت وانجیل سکھائی اور تو نے انہیں اپنے حکم سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینے والا اور مردوں کو زندہ کردینے والا بنایا، تو نے ان کی اور ان کی والدہ کو شیطان مردود سے محفوظ رکھا جس کی وجہ سے شیطان ان پر قابو نہیں پاتا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں نے آپ کو حبیب بنایا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حبیب اللہ ہیں اور میں نے آپ کو تمام لوگوں

کے لیے بشیر ونذیر بنایا۔ میں نے آپ کے لیے آپ کا سینہ کھول دیا، آپ سے آپ کا بوجھ اُتار دیا۔ میں نے آپ کا ذکر بلند کیا، جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں آپ کا ذکر ہوگا، میں نے آپ کی اُمت کو تمام امتوں سے افضل کیا، میں نے اولین وآخرین کو آپ کی اُمت سے بنایا، آپ کی اُمت کا خطبہ اس وقت تک درست نہ ہوگا جب تک آپ کی عبدیت اور رسالت کی گواہی نہ دے لیں۔ میں نے آپ کی اُمت میں ایسے افراد بنائے جن کے سینوں میں قرآن محفوظ ہوگا۔ میں نے آپ کو تمام نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور سب سے آخر میں مبعوث کیا، میں نے آپ کو سبع مثانی عطا فرمایا، آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیا، میں نے زیرِ عرش کے خزانے سے سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں عطا فرمائیں جو کسی اور نبی کو نہ دی گئیں، میں نے آپ کو کوثر عطا فرمایا، میں نے آپ کو آٹھ حصے عطا کیے وہ یہ ہیں، اسلام، ہجرت، جہاد، صدقہ، رمضان کے روزے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ اور جس دن میں نے آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق فرمائی، آپ پر اور آپ کی اُمت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں، لہٰذا آپ اور آپ کی اُمت اسے ادا کرے۔

❁❁❁

حضرت محمد عربی اور موسیٰ علیہما السلام کا مکالمہ

دیدار اور شرف ہم کلامی کے بعد ہم سب کے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملے، حضرت ابراہیم نے کچھ نہیں کہا، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے، اور بولے: وَنِعْمَ الصَّاحِبُ كَانَ لَكُمْ (ہارون آپ کے کتنے اچھے ساتھی ہیں)

پھر پوچھا: مَاصَنَعْتَ يَا مُحَمَّدُ! اے محمد! کیا کیا آپ نے؟ آپ کے رب نے آپ پر اور آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا؟ حضور نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری اُمت پر رات دن میں پچاس نمازیں فرض فرمائی ہیں۔ حضرت موسیٰ بولے: واپس جائیے اور اپنے رب سے اپنے اور اپنی اُمت پر تخفیف کا سوال کیجیے، اس لیے کہ آپ کی اُمت اس کو نہیں کر سکے گی، آپ سے پہلے میں لوگوں کو آزما چکا ہوں، میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا میں نے اس سے کمتر پر انہیں مشق کرایا، ابھارا مگر وہ اس سے بھی عاجز رہے اور چھوڑ بیٹھے۔ آپ کی اُمت تو جسم، بدن، دل، آنکھ اور کان کے اعتبار سے اور زیادہ کمزور ہے۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جبرئیل سے مشورے کے لیے متوجہ ہوئے، حضرت جبرئیل نے کہا ٹھیک ہے اگر آپ چاہیں تو جائیں۔ چنانچہ حضور مقامِ مناجات پر واپس پہنچے اور سجدے میں گر گئے پھر رب کے حضور عرض کیا کہ اے میرے رب! میری اُمت پر تخفیف فرمادے کہ وہ بہت کمزور اُمت ہے، رب تعالیٰ نے فرمایا: میں نے پانچ نمازیں کم کردیں۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور کہا کہ رب تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم فرمادی ہیں۔ حضرت موسیٰ بولے: واپس جائیے اور کم کرائیے۔ آپ کی اُمت اتنا نہ کر سکے گی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت موسیٰ اور اپنے رب کے پاس آتے جاتے رہے، پانچ پانچ نمازیں کم ہوتی رہیں یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے فرمایا: يَا مُحَمَّدُ، اے محمد! عرض کیا: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ. اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: وہ دن رات کی

پانچ نمازیں ہیں ہر نماز دس نماز کے برابر رہے گی اس طرح پچاس نمازیں ہوں گی۔ میرا فرمان بدلتا نہیں اور میرا حکم منسوخ نہیں ہوتا۔ جس نے نیکی کا ارادہ کیا مگر نیکی نہ کر سکا اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور وہ نیک کام جس کا ارادہ کیا تھا کرلیا تو دس نیکیاں ملیں گی، اور جس نے کسی برے کام کا ارادہ کیا مگر وہ برا کام کیا نہیں تو اس پر کوئی گناہ نہ لکھا جائے گا اور گناہ کرلیا تو ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر حضرت موسیٰ کے پاس تشریف لائے اور انہیں بتایا، موسیٰ علیہ السلام نے پھر واپس جانے اور کم کرانے کو کہا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں اتنی بار اپنے رب سے تخفیف کی درخواست کر چکا ہوں کہ اب مجھے شرمندگی ہورہی ہے، اب میں راضی برضا اور سرتسلیم خم کرتا ہوں۔ تو کسی ندا دینے والے نے ندا دی: میں نے اپنے فرض کو نافذ کردیا اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی کردی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور سے کہا: اللہ کے نام سے اُتریں۔

معراج سے واپسی

جب آپ نے آسمانِ دنیا پر نزول فرمایا وہاں سے نیچے کی طرف دیکھا وہاں خوب دھواں اور آوازیں تھیں، حضور نے دریافت فرمایا: جبرئیل! یہ کیا ہے؟ بولے: یہ شیاطین ہیں جو اُن اولادِ آدم کی آنکھوں پر منڈلاتے ہیں جو آسمان وزمین کی بادشاہت میں غور وفکر نہیں کرتے، اگر ایسا نہ ہوتا تو ضرور لوگ عجائب وغرائب کا مشاہدہ کرتے۔

پھر آپ بیت المقدس پہنچ کر دوبارہ براق پر سوار ہوئے، آپ کا گزر قریش کے ایک قافلے پر ہوا، قافلے میں ایک اونٹ پر دو تھیلے بندھے تھے، ایک سفید رنگ کا دوسرا سیاہ رنگ کا، جب آپ قافلے کے سامنے گئے، قافلہ منتشر اور متفرق ہوگیا، اور اس کے اعضا ٹوٹ گئے۔ ایک اور قافلے سے گزرے جن کا اونٹ گم ہوگیا تھا، کچھ لوگ آپ سے ملے تو آپ نے انہیں سلام کیا، کسی نے کہا کہ آواز محمد کی لگ رہی ہے۔ پھر صبح سے کچھ پہلے آپ مکہ میں اپنے اصحاب کے پاس آگئے۔

آخری پڑاؤ

جب صبح ہوئی، آپ خاموش رہے اور معلوم ہوگیا کہ لوگ آپ کی تکذیب کریں گے، آپ غمگین ونڈھال ہوکر بیٹھ گئے، اتنے میں دشمنِ خدا ابوجہل کا آپ کے پاس سے گزر ہوا، آکر آپ کے پاس بیٹھ گیا، از راہِ مذاق آپ سے کہنے لگا کوئی نئی بات ہے؟ حضور نے فرمایا: ہاں، بولا وہ کیا ہے؟ حضور نے فرمایا: آج مجھے سیر کرائی گئی ہے۔ بولا کہاں کی سیر؟ فرمایا: بیت المقدس تک، ابوجہل بولا پھر بھی آپ نے ہمارے درمیان صبح کی، حضور نے فرمایا ہاں، اور آپ نے لوگوں کی تکذیب کی پروانہ کی، بولا اگر میں آپ کی قوم کو بلالوں تو ان کے سامنے بھی یہ بات کہو گے؟ فرمایا: ہاں کہوں گا۔ اس نے کہا بنوکعب بن لوی آؤ، قوم کے لوگوں کو بلایا، محفلیں آپ کی طرف متوجہ ہوئیں، لوگ آکر دونوں کے پاس بیٹھ گئے، ابوجہل بولا: جو بات تم نے مجھ سے کہی ہے اپنی قوم سے کہو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج کی شب مجھے سیر کرائی گئی۔ لوگوں نے پوچھا کہاں تک؟ فرمایا بیت المقدس تک کی سیر۔ کفار بولے پھر بھی آپ نے ہمارے درمیان صبح کی۔ حضور نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ یہ سن کر از راہ تعجب کوئی تالی بجانے لگا تو کوئی اپنا سر پیٹنے لگا۔ انہوں نے شوروغل کیا اور اسے عقل سے بعید سمجھا۔ مطعم ابن عدی بولا: آج سے پہلے تمہاری ہر بات آسان، قابل قبول تھی لیکن آج کی بات بالکل جھوٹی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جھوٹے ہو۔ ہم بیت المقدس کا سفر کرتے ہیں تو ایک مہینہ جانے اور ایک مہینہ آنے میں لگ جاتا ہے، آپ کا دعویٰ ہے کہ ایک رات میں واپس آگئے۔ لات وعزیٰ کی قسم! میں آپ کی بات نہیں مان سکتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مطعم! تو نے بہت بری بات کہی، تو نے ان کو برا بھلا کہا اور جھٹلایا، میں اعلان کرتا ہوں کہ وہ سچے ہیں۔ کفار بولے بیت المقدس کا حلیہ بیان کرو، اس کی عمارت کیسی ہے؟ شکل وصورت کیسی ہے؟ پہاڑ سے کتنا قریب ہے؟ قوم کے کن افراد نے اس کا سفر کیا

ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمانے لگے کہ اس کی عمارت ایسی ہے، اس کی شکل ایسی ہے، پہاڑ سے اتنا قریب ہے۔ جس وقت آپ کفار سے بیان کررہے تھے اس وقت آپ پر اس کے اوصاف مشتبہ ہوگئے۔ اس پر آپ کو ایسا غم لاحق ہوا کہ اس سے قبل آپ اس طرح کبھی غمگین نہ ہوئے تھے۔ اتنے میں بیت المقدس کو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ کفار نے پوچھا بیت المقدس کے دروازے کتنے ہیں؟ آپ نے شمار نہیں کیا تھا پھر بھی آپ نے ایک ایک دروازے کی نشاندہی فرمائی اور انہیں آگاہ کیا۔ اس دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے جارہے تھے: صَدَقْتَ، صَدَقْتَ، اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ آپ نے بالکل سچ فرمایا، میں اعلان کرتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

قوم نے کہا کہ بخدا! اوصاف تو انہوں نے صحیح بتایا ہے، پھر حضرت ابوبکر سے بولے کیا تم اس بات کی تصدیق کروگے کہ رات میں بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے واپس بھی آگئے؟ حضرت صدیق اکبر نے جواب دیا ہاں، میں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُن باتوں میں بھی تصدیق کروں گا جو عقلاً اِس سے بعید تر ہوں۔ میں صبح وشام ان کی آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا رہتا ہوں۔ اس تصدیق کی بنا پر آپ کا نام ''صدیق'' ہوگیا۔

پھر کافروں نے کہا اے محمد! ہمیں ہمارے قافلے کی خبر دیں۔ آپ نے فرمایا: مقام رَوحاء پر فلاں قبیلے کے قافلے کو میں نے دیکھا ان کی اونٹنی گم ہوگئی تھی وہ اسے تلاش کررہے تھے، میں ان کے پڑاؤ پر گیا وہاں ان میں کا کوئی نہیں تھا، وہاں پانی کا ایک پیالہ تھا میں نے اس سے نوش کیا، پھر میں فلاں قبیلے کے قافلے پر فلاں مقام پر آیا اس قافلے میں سرخ رنگ کا ایک اونٹ تھا اس پر سیاہ وسفید رنگ کے تھیلے تھے جب میں قافلے کے سامنے گیا تو ان کا اونٹ بدکا، زمین پر گر پڑا اور اس کے اعضا ٹوٹ گئے، پھر مقامِ تنعیم پر ایک قافلے کو دیکھا اس کے آگے آگے خاکستری رنگ کا اونٹ چل رہا تھا اس کے اوپر ایک ٹاٹ اور کالے رنگ کے دو تھیلے تھے اور سنو عنقریب وہ مقامِ ثنیہ سے آجائے گا۔

کفار بولے: وہ قافلہ ثنیہ سے کب تک آجائے گا؟ حضور نے ارشاد فرمایا: بدھ تک آجائے گا جب وہ دن آیا قریش قافلے کا انتظار کرنے لگے، دن ڈوبنے کے قریب ہوگیا مگر قافلہ نہ آیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا پر دن کا کچھ حصہ بڑھا دیا گیا اور سورج کو غروب ہونے سے روک دیا گیا یہاں تک کہ قافلہ آپہنچا۔ اب کفار طرح طرح کے سوالات کرنے لگے۔ پوچھا کیا تمہاری اونٹنی گم ہوگئی تھی؟ جواب ملا ہاں۔ کیا تمہاری سرخ اونٹنی غائب ہوئی تھی؟ جواب ملا ہاں۔ سوال کیا تمہارے پاس پانی کا پیالہ تھا؟ ایک شخص بولا: بخدا! میں نے اسے رکھا تھا ہم میں سے کسی نے اسے نہیں پیا اور نہ اسے انڈیلا گیا۔ اسے کفار مکہ نے جادو پر محمول کیا اور بولے کہ ولید نے سچ کہا تھا (کہ وہ جادوگر ہیں)۔ اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے "وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ. (اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو۔ (سورۃ الاسراء:۶۰) نازل فرمایا۔

اللہ رب العزت ہم سب کے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل واصحاب پر خوب خوب درود وسلام نازل فرمائے۔

الحمد للہ! ہم نے اس کتاب میں شامی (صاحب سبل الہدیٰ والرشاد) اور نجم الدین غیطی کی دونوں روایتوں کو ضبط اور تصحیح وتعلیق کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔

❁❁❁

معراج قرآن کی روشنی میں

قرآن کریم نے معراج النبی کو یوں بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی o مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی o وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰیo اِنْ هُوَاِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰیo عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰیo ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰی o وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی o ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی o فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰیo فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی o مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰیo اَفَتُمٰرُوْنَه عَلٰی مَا يَرٰیo وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰیo عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی oعِنْدَهَا جَنَّةُالْمَاْوٰی o اِذْ يَغْشَی السِّدْرَةَ مَايَغْشٰی o مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی o لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰیo(۱)

(ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمّد کی قسم! جب یہ معراج سے اترے، تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے، انہیں سکھایا سخت قوّتوں والے طاقتور نے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمانِ بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اُتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم، اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی، دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا سدرۃُ المنتہٰی کے پاس اس کے پاس جنّت الماوٰی ہے جب سدرہ پر چھا رہا

(۱) قرآن کریم۔ سورۃ النجم، آیت ۱-۱۸)

تھا جو چھا رہا تھا آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی، بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں)۔(کنز الایمان)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ بھٹکنے پر ستارے کی قسم یاد فرمائی اور ارشاد فرمایا: وَالنَّجْمِ، ستارے کی قسم! اس میں کفار کی تردید کی گئی ہے کیوں کہ انہوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنون، شعر اور کہانت سے منسوب کیا۔

اللہ رب العزت ہی کو یہ حق ہے کہ اپنی مخلوقات میں سے جس کی چاہے قسم یاد فرمائے، کسی مخلوق کے لیے غیر اللہ کی قسم کھانا درست نہیں۔

نجم سے طلوع ہونے والا ستارہ مراد ہے، نجم کا اطلاق ''ثریا'' پر بھی ہوتا ہے۔ اور نجم ان سبزوں کو بھی کہا جاتا ہے جن کا تنا نہیں ہوتا (زمین پر پھیلتے ہیں) اور نجم کا معنیٰ وقتِ مقرر بھی ہوتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ قرآن کی قسم یاد فرمائی گئی ہے اس لیے کہ قرآن مقدس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چار چار، تین تین آیات اور سورتوں کی شکل میں وقفہ وقفہ سے نازل ہوا۔ نزولِ قرآن کا آغاز واختتام بیس سالوں میں ہوا۔ اسی وجہ سے قرآن کو نجم کہا گیا۔

امام جعفر صادق بن محمد الباقر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

نجم سے مراد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے اس لیے کہ آپ شب معراج (آسمان سے) اترے اور ''ھویٰ'' سے مراد ''نزول'' ہے۔

❁❁❁

سفر معراج سے مستفاد اسباق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت (۱)

اِسرا اور معراج کے معجزے میں بہت اہم اسباق اور بڑے اسرار پنہاں ہیں، ان اہم اسباق میں سے ایک اہم سبق یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو افضلیت حاصل ہے اس لیے کہ اللہ نے آپ کو خاص قسم کی نوع بنوع تعظیم وتکریم سے نوازا ہے۔ آپ کی صرف یہی خصوصیت نہیں بلکہ اس کے علاوہ آپ کے کثیر فضائل ومناقب ہیں۔ ان میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ:

(۱) اللہ عزوجل نے آپ کو اس بات کی خبر دے دی کہ اس نے آپ کے اگلے پچھلے ذنوب معاف فرمادیے، کسی اور نبی کے بارے میں یہ منقول نہیں ہے کہ اللہ نے ایسی خبر دی ہو۔(۱)

(۱) بظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادیے ہیں حالانکہ اِس عقیدہ پر اُمت کا اجماع ہے کہ ہر نبی خصوصا نبی الانبیاء سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ حضور کے دامن عصمت پر گناہ کا کوئی داغ نہیں ہے۔ اس شبہہ کو دور کرنے کے لیے علمائے تفسیر نے متعدد جواب دیے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) یہاں گناہ سے مراد خلاف اولیٰ یا ترکِ افضل مراد ہے اور حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَآتُ الْمُقَرَّبِیْنَ کے قاعدے کے مطابق خلافِ اولیٰ یا ترک افضل کو گناہ کہا گیا ہے۔ (۲) وہ فعل اگرچہ نہ گناہ صغیرہ ہے نہ خلاف اولیٰ، لیکن حضور کی نگاہ عالی میں وہ نہیں جچتا اس لیے حضور کے مقام رفیع کے باعث اسے ذنب (گناہ) کہہ دیا گیا۔ (۳) بعض علما نے غفر کا معنی بچالینا اور محفوظ کرلینا کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ اور معصوم رکھا ہے۔ اس حفاظت ربانی کے باعث نہ پہلے آپ سے کبھی گناہ سرزد ہوا اور نہ آئندہ کبھی کوئی گناہ سرزد ہوگا۔ (۴) سہو، نسیان اور اجتہاد سے جو امور سرزد ہوئے ان کی معافی کا بھی اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا۔ وغیرہ۔ تفصیل کے لیے تفسیر وحدیث کی بڑی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ (مترجم)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شفاعت کرنے والے ہیں اور سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ یہ آپ کی خصوصیت اور عظمت پر دال ہے۔

(۳) نبی کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے دعا کرنے کی بجائے اُمت کے حق میں دعا کو ترجیح دی، کیوں کہ اللہ نے ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا رکھی ہے، سب انبیا نے دنیا ہی میں اپنی وہ دعا کر لی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وہ دعا اُمت کی شفاعت کے لیے روک رکھی ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے آپ کی حیات کی قسم یاد فرمائی، ارشاد ہے: **لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ** ۔(اے محبوب! تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔'') نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی قسم یاد فرمانا آپ کی حیات کے اہم ہونے کو بتاتا ہے، قسم یاد کرنے والے کے نزدیک اس کی عزت وعظمت کا پتہ چلتا ہے اور اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اس لائق ہے کہ اس کی قسم یاد کی جائے، اس لیے کہ اس میں ہر قسم کی برکت موجود ہے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے کے لیے ثابت نہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے آپ سے تعظیم وتوقیر کے ساتھ خطاب فرمایا، چناں چہ اس نے آپ کا نام لے کر یاد نہیں کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اہم اوصاف کے ساتھ مخاطب فرمایا مثلاً ''**یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ، یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ**'' فرمایا۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو آپ کے علاوہ کسی کو نہ ملی بلکہ ہر نبی کو ان کے نام سے پکارا گیا، چناں چہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَیٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔(۱)

(ترجمہ: اور اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔)

---

(۱) قرآن کریم، سورۃ الاعراف: آیت ۱۹۔

اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ(۱)

(ترجمہ: جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! میرا احسان اپنے اوپر یاد کر۔)

یٰمُوْسٰٓی اِنَّہٗٓ اَنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔(۲)

(ترجمہ: اے موسیٰ بیشک وہ میں ہی ہوں اللہ عزت والا حکمت والا۔)

حضرت نوح علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

قِیْلَ یٰنُوْحُ اھْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَکٰتٍ عَلَیْکَ(۳)

(ترجمہ: فرمایا گیا اے نوح کشتی سے اتر جاؤ ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ جو تم پر ہیں۔)

حضرت داؤد علیہ السلام کو فرمایا:

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ۔(۴)

(ترجمہ: اے داؤد! بیشک ہم نے تمہیں زمین میں نائب بنایا۔)

حضرت یحییٰ علیہ السلام سے یوں خطاب ہوا:

یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ۔(۵)

(ترجمہ: اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے تھام لو۔)

یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ آقا جب اپنے کسی غلام کو اس کے اندر پائے جانے والے بلند اوصاف اور اعلیٰ اخلاق کے ذریعہ پکارے اور دوسروں کو ان کے ناموں سے پکارے جس میں کوئی صفاتی معنیٰ نہ ہو تو جس کو افضل نام اور صفت کے ساتھ پکارا گیا ہو وہ غلام اس کے نزدیک ان غلاموں کی بہ نسبت جن کو اسم علم کے ساتھ پکارا گیا ہے ان سے زیادہ عزیز اور

---

(۱) قرآن کریم، سورۃ المائدۃ: آیت ۱۱۰۔ (۲) قرآن کریم، النمل: آیت ۹۔ (۳) قرآن کریم سورۂ ہود: آیت ۴۸۔ (۴) قرآن کریم، سورۂ ص: آیت ۲۶. (۵) قرآن کریم، سورۂ ص: آیت ۲۶.

قرب رکھنے والا ہوگا اور یہ بات عرف سے بھی معلوم ہے کہ جس کو اس کے بہترین نام یا وصف سے یاد کیا جائے تو یہ اس کے لیے ازحد تعظیم وتکریم کے لیے ہوا کرتا ہے۔

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے یہ بھی ہے کہ ہر نبی کا سلسلۂ معجزہ منقطع ہوگیا مگر اولین وآخرین کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن کی صورت میں تا قیامت باقی رہے گا۔

(۷) ایک خصوصیت یہ ہے کہ پتھروں نے آپ کو سلام کیا اور درخت کے تنے نے آپ کے فراق پر شدت محبت کا اظہار کیا۔

(۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیگر انبیا کے معجزات سے شانِ اعجاز میں بڑھ کر ہیں جیسے آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہونا، پتھروں سے پانی نکلنے کی بنسبت زیادہ حیرت انگیز اور خلاف عادت ہے۔اس لیے کہ ایسے بہت سے پتھر ہیں جن سے پانی نکلتا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے پتھروں سے پانی نکلنے والے معجزے سے زیادہ عجیب وغریب ہے۔

(۹) ہر نبی کے لیے اللہ عزوجل ان کی اُمت کے اعمال، احوال اور اقوال کے بقدر اجر وثواب عطا فرمائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت جنتیوں کا نصف ہوگی (نصف میں باقی تمام امتیں ہوں گی) اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو خیر اُمت قرار دیا ہے، آپ کی اُمت خیر الامم اس لیے ہوئی کہ وہ احوال، اقوال، اور اعمال کی خوبیوں سے آراستہ ہے۔ اُمت محمدیہ کے افراد جو کارِ خیر اور تقرب بارگاہ الٰہی والے وہ اعمال کریں گے جن کی رہنمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اور جن کاموں کی دعوت آپ نے دی ہے تو تمام عمل کرنے والوں کا اجر وثواب حضور کو بھی ملے گا۔اس لیے کہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِهِنَّ مَنْ تَبِعَهٗ، لَا یُنْقَصُ ذٰلِکَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا. (۱)

(۱) رواه مسلم، كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة، حديث ۲۶۷۴.

(ترجمہ: جس نے ہدایت کی دعوت دی تو اس کے لیے ہدایت پر عمل کرنے والوں کے مثل اجر وثواب ہوگا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔)

انبیائے کرام میں سے کوئی نبی اس عظیم مرتبے پر فائز نہیں ہوا۔

حدیث پاک میں آیا ہے: **اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰهِ،فَاَحَبُّهُمْ اِلَی اللّٰهِ اَنْفَعُهُمْ لِعَیَالِهٖ**(۱)

(ترجمہ: تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے ان میں اللہ کے نزدیک سب سے محبوب وہ ہے جو اپنے عیال کے لیے زیادہ نفع بخش ہو)۔

چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف اہل جنت کو نفع عطا فرمایا آپ کے علاوہ دیگر انبیا نے تہائی اُمت کو فائدہ پہنچایا اس لیے حضور کا مقام ومرتبہ نفع کے اعتبار سے اونچا ہوگا۔

چناں چہ اس امت کا جو بھی عارف ربانی ہوگا اس کی معرفت کا اجر وثواب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ملے گا اور خود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معرفت کا جو اجر وثواب ہے وہ اس پر مستزاد ہے۔ یوں ہی اس امت کے ہر صاحبِ حال کے حال کا ثواب خود آپ کے حال کے ثواب کے ساتھ آپ کو ملے گا۔اسی طرح تقربِ الٰہی والی ہر بات کا ثواب خود آپ کی باتوں اور تبلیغ رسالت کے ثواب کے ساتھ آپ کو ملے گا۔قرب الٰہی عطا کرنے والے سارے اعمال مثلاً نماز، زکوٰۃ، غلام آزاد کرنا، جہاد، نیکی، بھلائی، ذکر الٰہی، صبر، عفو ودرگزر، ان سب کا ثواب خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کے ساتھ، آپ کو ملے گا۔آپ کی امت کے ہر مرشد کے ارشاد اور ہادی کی ہدایت کے بدلے اس کو حاصل ہونے والے عالی درجات اور روشن مقامات کا اجر وثواب، خود آپ کے درجات عالیہ کے ساتھ آپ کو حاصل ہوگا اور یہ ثواب اسی طرح دوچند ہوتا رہے گا اس لیے اس امت کا جو بھی فرد کسی کو کوئی نیک راہ دکھائے گا یا کسی نیک رسم کی بنا ڈالے گا تو اس کو تمام عمل کرنے والوں کا اجر ملے گا اور پھر ان سب

(۱) رواه البزار فی مسنده حديث (۳۳۱۵)، وابو يعلى فی مسنده حديث (۱۹۴۹)
كذا فی مجمع الزوائد ۸/ ۱۹۱)

کا مجموعہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملے گا۔اس لیے کہ آپ ہی درحقیقت ان تمام کاموں کے ہادی اور مرشد ہیں اور یہی وجہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسرا کی شب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رشک کی وجہ سے رو پڑے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا حسد کی وجہ سے نہیں تھا جیسا کہ بعض جاہلوں کا وہم وخیال ہے۔

(۱۱) یوں ہی اللہ عزوجل نے ہر نبی کو خاص قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جن وانس کا نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ چناں چہ ہر نبی کے لیے دعوت وتبلیغ کا اجر وثواب ان کی اُمت تک محدود ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعوت وتبلیغ کا اجر وثواب ان تمام کو محیط ہے جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے۔اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے احسان کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: وَ لَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا(۱)

(ترجمہ: اور ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرسنانے والا بھیجتے)۔

اِحسان کے اظہار کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہر بستی میں ڈرسنانے والا (نبی) مبعوث کیا جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صرف اپنی بستی کو ڈرانے کا ثواب ملتا۔

(۱۲) حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

نَحْنُ الْآخِرُوْنَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
اُقْضٰى لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ(۲)

(یعنی: ہم دنیا والوں میں سے اخیر میں آئے اور قیامت کے دن ہم پہلے وہ ہوں گے کہ تمام مخلوقات سے پہلے ہمارا فیصلہ کیا جائے گا)۔

(۱۴) حضور سرور کائنات کی افضلیت سے یہ بھی ہے کہ جب جب آپ نے سیادتِ مطلقہ کا

---

(۱) قرآن کریم ،سورۃ الفرقان: آیت ۵۱۔(۲) رواہ النسائی فی کتاب الجمعۃ باب ایجاب الجمعہ ، حدیث (۱۳۶۸) وابن ماجہ فی کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا، باب فی فرض الجمعۃ، حدیث (۱۰۸۳)

ذکر فرمایا تو اُسے یومِ قیامت سے مقید فرمایا، چناں چہ ارشاد پاک ہے:

أَنا سَیِّدُوُلْدِ آدَمَ یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ
وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ(۱)

یعنی میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور میں پہلا وہ ہوں گا جس کی قبر کھلے گی، میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔

(۱۵) آپ کی خصوصیات سے یہ ہے کہ آپ کی خبر کے مطابق روزِ قیامت تمام مخلوق آپ کی محتاج ہوگی حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی آپ کی حاجت ہوگی۔

(۱۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے لیے اللہ تعالیٰ سے ''وسیلہ'' مانگو کہ وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کو ملے گا، مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ جو میرے لیے وسیلہ مانگے گا اس کے لیے شفاعت حلال ہوگئی۔(۳)

(۱۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ستر ہزار لوگ بے حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے یہ شرف آپ کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہ ہوگا۔

(۱۸) آپ کی خصوصیات سے جنت میں کوثر کا ملنا اور موقف میں حوض دیا جانا ہے۔

(۱۹) حضور نے ارشاد فرمایا: نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ(۲)

(یعنی ہم زمانے کے اعتبار سے آخر اور فضائل ومناقب کے اعتبار سے اوّل ہیں)۔

(۲۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا، آپ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا، آپ کی اُمت کی صفوں کو ملائکہ کی صفوں کا درجہ دیا گیا۔آپ کے لیے ساری روے زمین مسجد بنادی گئی اور زمین کی مٹی کو پاکی کا ذریعہ بنایا گیا۔

❀❀❀

---

(۱) رواہ مسلم فی کتاب الفضائل، باب تفضیل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ جمیع الخلائق ، حدیث (۲۲۷۸) مسلم، کتاب الصلوٰۃ، ۳۸۴) (۲) رواہ مسلم، کتاب الجمعۃ، باب ھدایۃ ھذہ الامۃ لیوم الجمعۃ، حدیث (۸۵۵)

حضور کا انبیاے کرام کی امامت فرمانا (۲)

رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم مناقب اور خصائص سے آپ کا نماز میں انبیاے کرام کی امامت فرمانا بھی ہے۔

روایات ایک دوسرے کی اس بارے میں موافقت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج آسمانی سے قبل بیت المقدس میں انبیاے کرام کو نماز پڑھائی، یہ بھی وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان سے اترنے کے بعد انہیں نماز پڑھائی، دیگر انبیا جو آسمانوں پر تھے وہ بھی اُترے، حافظ ابن کثیر نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور یہ تسلیم کرنے میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار نماز پڑھائی کوئی مانع نہیں ہے۔ اس لیے کہ بعض احادیث میں معراج کے بعد نماز پڑھانے کا ذکر ہے یہ وہی نماز ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیا کو پڑھائی، درست یہی ہے کہ یہ نماز رکوع وسجود والی نماز تھی یہی ظاہر ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ یہ نماز یا تو مطلق نماز نفل تھی یا وہ نماز تھی جو شب اسرا سے قبل فرض تھی۔

ہمارے شیخ سید محمد امین کتبی کا شعر ہے:

وَاللّٰهُ اَكْرَمَهٗ بِرُؤْيَةِ وَجْهِهٖ
وَكَلَامِهٖ وَاِمَامَةِ السُّفَرَآءِ

اللہ جل شانہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دیدار، کلام اور انبیاے کرام کی امامت سے مشرف ومکرم کیا۔

اور آپ ہی کا یہ شعر بھی ہے:

(۱) يَا لَيْلَةَ الْإِسْرَآءِ نَالَ نَبِيُّنَا
فِيْكَ الْإِمَامَةَ وَهُوَ خَيْرُ اِمَامٖ

(۱) اے شبِ اسرا! تیرے ہی اندر ہمارے نبی نے منصبِ امامت حاصل کی اور وہ

سب سے بہتر امام ہیں۔

(۲) صَلّٰى بِجَمْعِ الْاَنْبِيَآءِ، وَقَامَ فِيْ
مِحْرَابِ مَسْجِدِهِمْ اَجَلَّ قِيَامٖ

(۲) گروہِ انبیا کو آپ نے نماز پڑھائی اور آپ ان کے محراب میں نہایت شان سے کھڑے ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاے کرام کی امامت فرمانا آپ کے عظیم قدر ومنزلت پر دلیل ہے اور اس پر بھی دلیل ہے کہ تمام خدائی پیغام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے تابع ہیں اور آپ کی رسالت تمام رسولوں کو شامل ہے۔ تمام انبیا جو سرداران بشریت ہیں آپ کے پرچم تلے ہوں گے۔ لہٰذا آپ کی نبوت ورسالت حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے قیامت تک کی تمام مخلوق کو شامل ہوئی اور تمام انبیا اور ان کی امتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے ہوئیں۔ حضور کے ارشاد: بُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَآفَّةً (۱) سے صرف آپ کے زمانے سے لے کر قیامت تک کے لوگوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں بلکہ آپ کا یہ ارشاد زمانہ رسول سے قبل کے لوگوں کو بھی شامل ہے۔ اسی سے حضور کے ارشاد: كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ. (۲) کا معنی معلوم ہوتا ہے۔ اس پر اللہ جل مجدہ کا درج ذیل ارشاد پاک بھی دلالت کرتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ. (۳)

(ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو

---

(۱) رواہ احمد فی مسندہ (۱/۳۰۱)، حدیث (۱۷۴۲) (۲) رواہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف، باب ما جاء فی مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حدیث (۳۶۵۵۳) (۳) قرآن کریم، آل عمران، آیت ۸۱۔

کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائیں کہ تمہاری
کتابوں کی تصدیق فرمائیں تو تم ضرور ضرور ان پر ایمان لانا اور ضرور ضرور ان کی
مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اِقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی
ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ
گواہوں میں ہوں)۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق یہ میثاق اس بیعت کی طرح ہے جو لوگوں سے خلفا
کے لیے لی جاتی ہے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی، ان کے رب کی طرف سے اعلیٰ درجے کی
تعظیم ہے جب آپ نے یہ جان لیا تو آپ یہ سمجھ لیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے
نبی ہیں۔ آخرت میں یہ اس وقت ظاہر ہوگا جب تمام انبیا آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے
اور دنیا میں اس طور پر ظاہر ہو چکا ہے کہ آپ نے شبِ اِسرا تمام نبیوں کو نماز پڑھائی۔

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم،
حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانے میں ہوتی تو ان انبیا اور ان کی
اُمتوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی نصرت و تائید کرنا واجب ہوتا۔ اسی وجہ
سے اللہ تعالیٰ نے جملہ حضرات انبیاے کرام سے عہد لیا، لہٰذا اگر آپ ان کے عصر میں موجود
ہوتے تو بلا شبہہ آپ کی پیروی ان پر لازم ہوتی۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری زمانے (قربِ قیامت) میں
آپ کی شریعت پر عامل ہوں گے حالاں کہ وہ اس وقت بھی نبی ہوں گے۔ مگر وہ ہمارے نبی
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قرآن وسنت کے مطابق حکم دیں گے۔ قرآن وسنت
میں جو اوامر و نواہی موجود ہیں وہ آپ پر بھی نافذ ہوں گے جیسا کہ اس اُمت کے تمام افراد پر
نافذ ہوں گے۔ حالاں کہ وہ بہ دستور اور بلا کم و کاست نبی ہوں گے۔

یوں ہی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ کے زمانے میں مبعوث ہوتے یا حضرت

موسیٰ، حضرت ابراہیم، حضرت نوح، حضرت آدم علیہم السلام کے دور میں مبعوث ہوتے تو یہ
انبیا اپنی نبوت و رسالت پر باقی رہتے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے نبی و رسول
ہوتے۔ اس لیے کہ آپ کی نبوت و رسالت عام و تام اور اصول میں ان کی شریعتوں سے ہم
آہنگ ہے۔ اسی سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ”بُعِثْتُ اِلیٰ النَّاسِ
کَآفَّۃً“ آپ کے زمانے سے پہلے کے لوگوں سمیت قیامت تک کے لوگوں کو شامل ہے اور یہ
کہ حضور کی نبوت تمام انبیا کے لیے یوم میثاق سے ہی قائم و ثابت ہے۔ یوم میثاق میں صرف
آپ کی نبوت کا علم دینا مقصود نہیں تھا۔

❁❁❁

درسِ نماز (۳)

اِس مبارک سفر سے مستفاد ہونے والے اسباق میں سے ایک اہم سبق نماز ہے۔ فرضیت نماز اور معجزۂ اسرا ومعراج کے درمیان ایک لطیف و مستحکم مناسبت موجود ہے اور وہ مناسبت یہ ہے کہ نماز معراج روحانی ہے چوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جسم وروح کے ساتھ آسمان کی معراج کرائی گئی اور اُمت محمدیہ کے لیے اللہ جل شانہ نے ایسی روحانی معراج عطا فرمائی کہ ہر دن پانچ مرتبہ مسلمانوں کی روحیں اور ان کے قلوب رب سبحانہ وتعالیٰ کی طرف عروج کرتے ہیں اس کے ذریعہ مسلمان نفسانی خواہشات پر اپنی برتری وبلندی ثابت کرتے ہیں۔اس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی وحدانیت کی شہادت دیتے ہیں اور اسی کی برکت سے ان کو روئے زمین میں فرماں روائی حاصل ہوتی ہے، یہ حکمرانی لوگوں کو غلام بنانے ،ان کو مقہور ومغلوب کرنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ بھلائی، بلند اخلاقی، پاکیزگی اور علو پسندی اور نماز کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ نماز کوئی ایسا مذہبی طریقہ اور آلۂ حرکی نہیں ہے جس کی حقیقت عقل سے ماورا ہو وہ تو ایک ایسا مدرسہ ہے جو زندگی کی پر پیچ راہوں اور شور وشغف کے بیچ خیر وصلاح ،محبت و مودت اور خوبیوں والی صفات سے متصف ہونے کے لیے مومنین کی تربیت کرتا ہے۔

نماز اسلامی اعمال میں سے ایک اہم عمل ہے جس نے اس کی محافظت کی وہ نیک بخت اور سود مند رہا جس نے نماز کو ضائع کر دیا وہ بدبخت ہو گیا اور خسارے میں رہا۔

اللہ تعالیٰ نے مومنین پر نماز اس لیے فرض فرمائی تاکہ نماز بارگاہ خداوندی سے صلہ اور اس کی عظمت کو یاد کرنے کا ذریعہ اور اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا وسیلہ ہو جائے۔اسی وجہ سے نماز دنیا وآخرت میں کامیابی اور سعادت مندی کی بنیاد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَوَّلُ مَایُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلٰوةُ فَاِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَآئِرُ عَمَلِهِ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَآئِرُ عَمَلِهِ (۱)

(یعنی روزِ قیامت بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز کا معاملہ درست رہا سارے اعمال درست رہیں گے اور اگر نماز کا معاملہ درست نہ رہا تمام اعمال فاسد ہو جائیں گے)۔

اور کیا تعجب کہ نماز عمل کا ترجمان ہو جائے اس لیے کہ کامل خشوع وخضوع کے ساتھ نماز کی ادائیگی دل میں رب تعالیٰ کی حضوری کا احساس پیدا کرتی ہے اور جس کے اندر یہ احساس ہوگا وہ اس سے ڈرے گا اور تقویٰ اختیار کرے گا اور اس کی رضا وخوشنودی کے کاموں میں متوجہ ہوگا، جب بولے گا سچ بولے گا، وعدہ کرے گا تو پورا بھی کرے گا، امانت ادا کرے گا، مصیبت پر صبر کرے گا اور نعمت پر شکر ادا کرے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ. (۲)

(ترجمہ: بے شک آدمی بنایا گیا ہے بڑا بے صبرا حریص جب اسے برائی پہنچے تو سخت گھبرانے والا اور جب بھلائی پہنچے تو روک رکھنے والا مگر نمازی جو اپنی نماز کے پابند ہیں۔)

وہ بندہ جو نماز کی ادائیگی پر کامل طور پر محافظت کرتا ہے، فانی زندگی کے کاموں میں مشغول ہو کر توجہ الی اللہ سے غافل نہیں ہوتا اور جو شخص خشوع وخضوع کے ساتھ نماز کی ادائیگی

---

(۱) رواہ الطبرانی فی ''الاوسط'' وذکرہ فی ''مجمع الزوائد ۱/۲۹۱''۔

(۲) قرآن کریم، سورۃ المعارج ۱۹-۲۳۔

پر محافظت کرتا ہے اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور وہ محبوب بارگاہ رب ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ کُلَّ صَلٰوۃٍ تَحُطُّ مَا بَیْنَ یَدَیْھَا مِنْ خَطِیْئَۃٍ۔(۱)

ترجمہ: ہر (آنے والی) نماز اپنے ماقبل ہونے والی خطاؤں کو مٹا دیتی ہے۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ عَلِمَ أَنَّ الصَّلٰوۃَ حَقٌّ وَاجِبٌ دَخَلَ الْجَنَّۃَ (۲)

(یعنی جو یہ یقین کامل رکھتا ہو کہ نماز اللہ تعالیٰ کا حق ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔)

جو نماز پر مداومت نہیں کرتا دنیا میں عمر میں برکت اور توفیق خیر سے محروم ہو جاتا ہے اور مرنے کے بعد عذاب میں مبتلا ہوگا کہ اس کے سر کو چٹان سے پھوڑا جائے گا جب جب سر پھوڑا جائے گا سر اپنی اصل حالت پر آ جائے گا۔ ایسا شخص قیامت کے دن بے نور اور بغیر دلیلِ ایمان کے حاضر ہوگا اور عذاب و ذلت اور رسوائی سے نجات پانے سے محروم ہو جائے گا۔

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو، نمازوں کی پابندی کرو اور نمازوں کو محض رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر ان کے اوقات میں ادا کرو، تمہیں نماز کی ادائیگی سے ٹھنڈک روکے اور نہ ہی کوئی اور عمل۔ اور اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرو تا کہ نماز فجر کو اس کے وقت پر ادا کرنے میں غفلت کا شکار نہ ہو جاؤ اس لیے کہ اس وقت نیند اور سستی اچھی لگتی ہے۔ نماز عصر کی ادائیگی میں غفلت کا شکار نہ ہو کہ یہ وقت کاروبار میں مصروفیت کا ہوتا ہے اور اس بات سے ڈرو کہ کہیں مال، تجارت، جاہ و ملک اور وزارت تمہیں نماز سے غافل نہ کر دیں اور ان لوگوں میں سے بن جاؤ جن کے بارے میں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

---

(۱) رواہ احمد فی ''المسند'' (۴۱۳/۵) حدیث ۲۳۸۹۹)، والطبرانی فی ''الکبیر'' (۱۲۶/۴) حدیث ۳۸۷۹)

(۲) رواہ احمد فی ''المسند'' ۶۰/۱ حدیث (۴۲۳) والبیہقی فی ''السنن الکبریٰ'' (۳۵۸/۱) حدیث (۱۶۷۶)

رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ لِیَجْزِیَھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ یَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ وَ اللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ. (۱)

(ترجمہ: وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں اُلٹ جائیں گے دل اور آنکھیں تا کہ اللہ انہیں بدلہ دے ان کے سب سے بہتر کام کا اور اپنے فضل سے انہیں انعام زیادہ دے اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بے گنتی۔)

امام احمد اور طبرانی نے ''الکبیر'' اور ''الاوسط'' میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک روز نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّ بُرْھَانًا وَّنَجَاۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ، وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ نُوْرٌ وَّلَا بُرْھَانٌ وَّلَا نَجَاۃٌ وَّکَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلْفٍ(۲)

(ترجمہ: جس نے نماز کی محافظت کی نماز اس کے لیے نور و برہان اور روز قیامت نجات کا ذریعہ ہوگی اور جس نے نماز کی محافظت نہ کی نہ اس کے لیے نور ہوگا نہ برہان اور نہ ہی نجات اور قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ اٹھایا جائے گا)۔

امام بخاری و مسلم نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) قرآن کریم، سورۃ النور: ۳۷۔۳۸

(۲) رواہ احمد فی ''المسند'' (۱۶۹/۲، حدیث (۶۵۷۶) وابن حبان فی ''صحیحہ'' کتاب الصلوۃ۔ حدیث (۱۴۶۷)

مَنْ صَلّٰی الْبَرْدَیْنِ (الصبح و العصر) دَخَلَ الْجَنَّۃَ.(۱)

(جس نے دوٹھنڈی نمازوں یعنی فجر وعصر کو پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا)۔

امام بخاری وامام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے آپ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

أرأیتم لوان نھرابباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمس مرات ھل یبقیٰ من درنہ شئی ؟قالوا: لایبقیٰ من درنہ شئی ،قال :فکذلک مثل الصلوات الخمس یمحواللّٰہ بھن الخطایا". (۲)

(ترجمہ: بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ ہر دن پانچ مرتبہ اس میں غسل کرے کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟ صحابہ نے عرض کی کچھ بھی میل باقی نہ رہے گا۔حضور نے ارشاد فرمایا: یہی حال پانچوں نمازوں کی ہے اللہ عزوجل ان کے سبب خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔)

امام مسلم،ترمذی وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَۃُ اِلیٰ الْجُمُعَۃِ کَفَّارَۃٌ لِّمَا بَیْنَھُنَّ مَالَمْ تَغْشِ الْکَبَآئِرَ.(۳)**

(یعنی پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک خطاؤں کا کفارہ ہیں جب تک کبائر کا ارتکاب نہ کرے)۔

❀❀❀

(۱) رواہ البخاری فی کتاب مواقیت الصلوۃ، باب فضل صلوۃ الفجر، حدیث (۵۷۴) ومسلم فی کتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظۃ علیھما، حدیث (٦٣٥)

(۲) رواہ البخاری فی کتاب مواقیت الصلوۃ، باب الصلوات الخمس کفارۃ، حدیث (٦٦٧)

(۳) رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ ۔۔۔ حدیث (۲۳۳)

خاتمہ

میرے والد گرامی سید علوی بن سید عباس مالکی حسنی (رحمۃ اللہ علیہم) نے فرمایا:

(۱)

قَبَسٌ مِّنْ ضَوْءِ خَیْرِ الْعَالَمِیْنَ

شَعَّ فِیْ اُفُقِ الْھُدَیٰ لِلنَّاظِرِیْنَ

ترجمہ: خیر العالمین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی نے ناظرین کے لیے اُفقِ ہدایت کو روشن ومنور کردیا۔

(۲)

فَاسْتَبَانَ الْحَقَّ اَرْبَابُ النُّھیٰ

وَبِہٖ صَارُ وْاھُدَاۃً مُّھْتَدِیْنَ

ترجمہ: چنانچہ عقل والوں نے حق کو واضح طور پر جان لیا اور اس کے سبب ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والے ہوگئے۔

(۳)

مَلَؤُوا الْآفَاقَ عِلْمًا وَّھُدًی

وَمَضَوْا فِیْھَا غُزَاۃً فَاتِحِیْنَ

ترجمہ: انہوں نے آفاق عالم کو علم وہدایت سے بھر دیا اور غازی وفاتح ہو کر گزر گئے۔

(۴)

وَغَدَا الظُّلْمُ صَرِیْعًا خَاسِئًا

عِنْدَمَا اَشْرَقَ عَدْلُ الرَّاشِدِیْنَ

ترجمہ: ظلم خائب وخاسر ہوگیا جب رُشد وہدایت کرنے والوں کا عدل وانصاف چمک اٹھا۔

(۵)

رَوۡضَةُ الۡقُرۡاٰنِ ضَافٍ ظِلُّهَا
وَجَنَاهَا قَدۡ دَنَا لِلۡقَاطِفِيۡنَ

ترجمہ: قرآن کے باغ کا سایہ دراز ہے اور اس کے خوشے خوشہ چینوں کے لیے قریب ہیں۔

(۶)

فُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا زَاهِيَةً
فَادۡخُلُوۡهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِيۡنَ

ترجمہ: اس کے روشن ابواب کھول دیے گئے اس میں امن وسلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ۔

(۷)

يَا بَنِيَّ الۡاِسۡلَامِ سَعۡيًا نَجۡتَنِيۡ
حِكۡمَةَ الدِّيۡنِ وَاِشۡرَاقَ الۡيَقِيۡنِ

ترجمہ: اے فرزندان اسلام! دوڑو تا کہ ہمیں حکمتِ دین اور یقین کے اجالے سے نجات اخروی حاصل ہوجائے۔

(۸)

نَدۡرُسُ الۡقُرۡآنَ وَالسُّنَّةَ مِنۡ
هُدىٰ نُوۡرِ الۡكَوۡنِ يَاسِيۡنَ الۡاَمِيۡنَ

ترجمہ: ہم قرآن وسنت کا مطالعہ کریں جو نور کائنات یاسین وامین کا طریقہ رہا ہے۔

(۹)

جَلَّ مَنۡ اَسۡرٰى بِهٖ سُبۡحَانَهٗ
مِنۡ حَمىٰ الۡبَيۡتِ مَعَ الرُّوۡحِ الۡأَمِيۡنِ

ترجمہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جس ذات کو روح الامین کی معیت میں خانۂ کعبہ سے

اسرا کا شرف بخشا وہ بہت بزرگ وبرتر ذات ہے۔

(۱۰)

شَهِدَ الۡاَسۡرَارَ فِيۡ ذَاكَ السَّرٰى
وَأتٰى الۡاَقۡصٰى فَأَمَّ الۡمُرۡسَلِيۡنَ

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سیر میں اسرارِ کائنات کا معائنہ فرمایا اور مسجد اقصیٰ میں انبیا علیہم السلام کی امامت فرمائی۔

(۱۱)

فَسَلِ الۡمِحۡرَابَ عَنۡهُ سَاجِدًا
فِيۡ حَصٰى يَغۡبِطُهُ الدُّرُّ الثَّمِيۡنُ

ترجمہ: محراب سے پوچھ لو کہ جب آپ سنگ ریزوں پر سجدہ ریز تھے تو قیمتی موتیاں بھی رشک کررہی تھیں۔

(۱۲)

وَسَلِ الۡمِعۡرَاجَ عَنۡهُ رَاقِيًا
فَوۡقَ هَامِ الۡمَجۡدِ وَضَّآءَ الۡجَبِيۡنِ

ترجمہ: اور خود معراج سے پوچھ لو کہ مجد وبزرگی کی چوٹی پر روشن پیشانی کے ساتھ چڑھ رہے تھے تو کیا حال تھا۔

(۱۳)

قَدۡ سَمَا لِلۡمُسۡتَوىٰ الۡاَعۡلٰى اِلٰى
قَابَ قَوۡسَيۡنِ بِعَزۡمٍ لَايَلِيۡنُ

ترجمہ: آہنی عزم وارادے کے ساتھ مستوائے اعلیٰ سے قاب قوسین کی بلندیوں تک پہنچے۔

(۱۴)

خَاطَبَ اللّٰهُ وَ اَدۡنَاهُ فَكَمۡ

نَالَ مِنۡ فَضۡلٍ وَّتَأئِيۡدٍ مَّكِيۡنٍ

ترجمہ: اللہ جل شانہ نے آپ سے کلام فرمایا اور اپنے قرب خاص سے نوازا تو آپ نے بے شمار فضائل اور نوازشات و تائیدات حاصل کیں۔

(۱۵)

هٰذِهِ الۡاٰيَاتُ يَسۡمُوۡ سِرُّهَا

تَنۡشُرُ الۡحِكۡمَةَ مِنۡ أسۡمَحِ دِيۡنٍ

ترجمہ: ان نشانیوں کے اسرار بہت بلند ہیں اور یہ نہایت کشادگی رکھنے والے دین کی حکمتوں کو آشکار کرنے والے ہیں۔

(۱۶)

مُعۡجِزَاتٌ خَالِدَاتٌ نُوۡرُهَا

تَشۡرُفُ الدُّنۡيَا بِهٖ فِيۡ كُلِّ حِيۡنٍ

ترجمہ: وہ باقی رہنے والے معجزات ہیں جن کے نور سے اہل دنیا ہر دور میں مشرف ہوتے رہیں گے۔

(۱۷)

اَعۡرَضَ الۡجُهَّالُ عَنۡهَا فَعَمُوۡا

وَيۡحَهُمۡ لِمَاتَوَلَّوۡا مُعۡرِضِيۡنَ

ترجمہ: جاہلوں نے اس سے منہ موڑا تو اندھے ہوگئے ان پر افسوس کہ انہوں نے روگردانی کی۔

(۱۸)

لَيۡتَ شَعۡرِىۡ هَلۡ دَرَوۡا أنَّ اَلسَّنَا

قَدۡ فَرٰى الظُّلۡمَآءُ بِالنُّوۡرِ الۡمُبِيۡنِ

ترجمہ: کاش! مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ ان کو یہ بات معلوم ہے یا نہیں کہ اس نور مبین کی برکت سے روشنی نے تاریکی کا پردہ چاک کر دیا ہے۔

(۱۹)

يَا بَنِيَّ الۡاِسۡلَامِ سَعۡيًا لِلۡعُلٰى

اِنَّكُمۡ جُنۡدُ اِمَامِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ

ترجمہ: اے فرزندانِ اسلام! بلندیوں کے حصول کے لیے سعی کرو، بے شک تم امام المرسلین کے سپاہی ہو۔

(۲۰)

فَانۡهَضُوۡا لِلۡمَجۡدِ حَقًّا وَّخُذُوۡا

رَآيَةَ الۡعِلۡمِ بِدَارًا بِالۡيَمِيۡنِ

ترجمہ: مجد و سروری حاصل کرنے کے لیے اٹھو اور سبقت کر کے اپنے داہنے ہاتھ میں پرچم اٹھا لو۔

(۲۱)

قَوِّمُوۡا الۡاَخۡلَاقَ وَارۡعَوۡا حَقَّهَا

وَانۡصُرُوۡاالدِّيۡنَ وَحَيُّوۡا الۡمُصۡلِحِيۡنَ

ترجمہ: اپنے اخلاق و عادات درست کر لو اور ان کا حق ادا کرو، دین کی مدد کرو اور مصلحین کے ناموں کو زندہ کرو۔

(۲۲)

وَاقْبَلُوْا مِنِّیْ ثَنَآءً عَاطِرًا

کَأَرِیْجِ الزَّھْرِ أَوْ کَالْیَاسَمِیْنِ

ترجمہ: اور میری طرف سے پھولوں اور یاسمین کی خوشبو کی طرح عطر بیز تعریف و توصیف قبول کرو۔

(۲۳)

وَدُعَآءً کُلَّمَا رَتَّلْتَهٗ

قَالَتِ الدُّنْیَا وَمَنْ فِیْهَا أٰمِیْنْ

ترجمہ: اور میری طرف سے دعا قبول کرو کہ جب جب تم اسے پڑھو گے دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں آمین کہیں گی۔

(۲۴)

وَصَلَاةُ اللّٰهِ تَغْشٰی الْمُصْطَفٰی

وَعَلٰی الآلِ وصَحْبٍ اَجْمَعِیْنَ

اور اللہ عزوجل درود نازل فرمائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کی آل اور تمام صحابہ پر۔

O

اضافہ

از

مترجم

معراج نظم نذر گدا بحضور سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء

در تہنیت شادی اسرا

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک، چمن کو آبادیاں مبارک
مَلک فلک اپنی اپنی لَے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اِک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولھا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلّیِ ذات بحت سے تھے

خوشی کے بادل اُمنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے

یہ جھوما میزابِ زر کا جھومر کہ آ رہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

دلھن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

پہاڑیوں کا وہ حسن تزئیں وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں !
صبا سے سبزہ میں لہریں آتیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اُس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پر غم دکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولھا بنا رہے تھے

اُتار کر اُن کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ وروغن
جنھوں نے دولھا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیبِ تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

تجلّی حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دورُویہ قدسی پرَے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامُرادی کے دن لکھے تھے

ابھی نہ آئے تھے پشت زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلّک
صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

ہجوم امید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انھیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لیے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غلغلے تھے

اٹھی جو گردِرہِ منوّر وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل امنڈ کے جنگل ابل رہے تھے

براق کے نقش سُم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن لہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سِر عیاں ہوں معنی اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شَے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام ومینا اُجالتے تھے کھنگالتے تھے

نقاب الٹے وہ مہر انور جلال رخسار گرمیوں پر !
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے

یہ جوشِشِ نور کا اثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پر لوٹتے تھے

چلا وہ سرو جماں خراماں نہ رُک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این وآں سے گزر چکے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولھا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے دلولے تھے

قوی تھے مرغانِ وہم کے پر اڑے تو اڑنے کو اور دَم بھر
اٹھائی سینے کہ ایسی ٹھوکر کہ خونِ اندیشہ تھوکتے تھے

سنا یہ اتنے میں عرش حق نے کہ لے مبارک ہو تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے

یہ سن کر بے خود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر ان کے تلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گرے تھے سجدے بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قرباں ہو رہے تھے

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضور خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

بڑھ اے محمد! قریں ہو احمد قریب آ سرورِ ممجّد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

سُراغ این ومتیٰ کہاں تھا نشان کیف والیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال وہیبت کا سامنا تھا جمال ورحمت ابھارتے تھے

بڑھے تو لیکن جھجھکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

پران کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا اُدھر کا
تنزّلوں میں ترقی افزا دَنیٰ تدلّٰی کے سلسلے تھے

اٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ وگل کا فرق اٹھایا
گرہ میں کلیوں کی باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل وفرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو! تم اوّل آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

ادھر سے نذر شہ نمازیں ادھر سے انعامِ خسروی میں
سلام ورحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پرنور میں پڑے تھے

زبان کو انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرتِ شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سننی تھی سن چکے تھے

وہ برج بطحا کا ماہ پارہ بہشت کی سَیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

سُرورِمقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہِ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلیے تھے

نبیِ رحمت شفیعِ اُمت رضاؔ پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصّہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پَرواروی تھی کیا کیسے قافیے تھے

☆☆☆

شب معراج کی عبادات اور دعائیں

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ شب معراج رجب کی ستائیسویں رات ہے، اس رات میں سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدائے پاک کا وہ قرب خاص حاصل ہوا جو کسی نبی، رسول اور فرشتۂ مقرب کو بھی حاصل نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی بارگاہ خاص میں بڑے ہی اعزاز کے ساتھ بلایا، ہم کلامی کا شرف بخشا، اپنے دیدار سے نوازا اور اُمت کے لیے نماز جیسی پاکیزہ اور اہم عبادت کا تحفہ عطا فرمایا۔

مومنوں کی معراج

خدائے پاک نے شبِ معراج میں خاص طور پر ہمیں نمازوں کا تحفہ عطا فرما کر یہ اشارہ فرمایا ہے کہ دیدارِ الٰہی وقربِ خداوندی تو رسول کی معراج ہے اور نمازوں کے ذریعہ اس پاک مولیٰ سے ناز ونیاز مومنوں کی معراج ہے۔ اسی لیے نماز کی ادائیگی میں خشوع وخضوع کا یہ حکم دیا گیا: **اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَأَنَّکَ تَرَاہُ، فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔**(۱)

یعنی تم اللہ کی عبادت یوں کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت نہ پیدا ہو سکے تو (کم از کم) اس خشوع کے ساتھ عبادت کرو کہ معبود برحق یقیناً تم کو دیکھ رہا ہے۔

تو جس رات کو یہ شرف حاصل ہو کہ اس میں سرور کائنات وفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج ہوئی ہو، اس میں خدائے پاک نے اپنے محبوب کو خصائص نعم سے نوازا ہو، اپنے دیدار کی نعمتِ کبریٰ سے سرفراز کیا ہو وہ رات کتنی افضل وبزرگ ہوگی اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

---

(۱) رواہ مسلم، فی کتاب الایمان، حدیث (۱)

شبِ معراج کی عبادت

نماز: رات میں جاگ کر دو، دو یا چار، چار رکعت کی نیت سے نفل نمازیں پڑھے، ایک بار صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھے (اس کا ذکر آگے آرہا ہے) اور خاص طور پر یہ بارہ رکعت نماز ضرور پڑھ لے جس کی حدیث میں رغبت دلائی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رجب کی ستائیسویں رات میں عبادت کرنے والوں کو سو سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ جس نے اس رات میں بارہ رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر قرآن حکیم کی کوئی سورہ پڑھے اور دو رکعت پر تشہد (التحیات للہ آخر تک) پڑھ کر (بعد درود) سلام پھیرے اور بارہ رکعتیں پڑھنے کے بعد سو مرتبہ یہ تسبیح پڑھے ''سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَرُ'' پھر سو مرتبہ ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ'' اور سو مرتبہ درود شریف پڑھے، تو دنیا و آخرت کے اُمور کے متعلق جو کچھ چاہے دعا کرے اور صبح میں روزہ رکھے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی تمام دعاؤں کو قبول فرمائے گا مگر یہ کہ وہ کسی گناہ کی دعا کرے (تو یہ دعا مقبول نہ ہوگی)۔(۱)

اس حدیث کا شمار احادیث ضعیفہ میں ہے لیکن فضائل اعمال کے باب میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہوتی ہے۔

صلوۃ التسبیح

صلوۃ التسبیح کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے چچا! اگر تم سے ہو سکے تو صلاۃ

(۱) احیاء العلوم، بیان اللیالی والایام الفاضلۃ، ص ۳۷۳ جلد اول۔

التسبیح ہر روز ایک بار پڑھو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ سکے تو سال میں ایک بار، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار پڑھ لے۔

اس نماز کی ترکیب سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مبارک سے اس طرح مذکور ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے پھر پندرہ بار یہ تسبیح پڑھے: ''سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَرُ'' پھر تعوذ، تسمیہ، سورہ فاتحہ اور سورت پڑھ کر دس بار اوپر والی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور تسمیع و تحمید کے بعد دس بار وہی تسبیح پڑھے، پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس بار پڑھے، پھر سجدہ سے سر اٹھائے تو دس بار پڑھے، پھر سجدہ میں جائے تو دس بار پڑھے، اسی طرح چار رکعت پڑھے اور رکوع وسجود میں سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔(۱)

دعا: ہر نماز کے بعد دعا کرے۔ بہتر یہ ہے کہ وہ دعائیں پڑھے جو ذیل میں مذکور ہیں۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۝ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِکِ النَّاسِ ۝ اِلٰہِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۝

(۱) غنیۃ المتملی، صلاۃ التسبیح ص ۴۳۱۔

☆ رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَ بَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَ اَنۡتَ خَيۡرُ الۡفٰتِحِيۡنَ٥

☆ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّ فِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥

☆ رَبَّنَا لَا تُزِ غۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَةً اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ٥

☆رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِيۡمَ الصَّلٰوةِ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِیۡ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ٥

☆ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ٥

☆رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا کَمَا رَبَّيٰنِیۡ صَغِيۡرًا ٥

☆اللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ مِنَ الکَسَلِ وَالهَرَمِ، وَالمَأْثَمِ وَالمَغۡرَمِ، وَمِنۡ فِتۡنَةِ القَبۡرِ، وَعَذَابِ القَبۡرِ، وَمِنۡ فِتۡنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنۡ شَرِّ فِتۡنَةِ الغِنَی، وَأَعُوذُ بِکَ مِنۡ فِتۡنَةِ الفَقۡرِ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنۡ فِتۡنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ اغۡسِلۡ عَنِّیۡ خَطَايَایَ بِمَاءِ الثَّلۡجِ وَالبَرَدِ، وَنَقِّ قَلۡبِی مِنَ الخَطَايَا کَمَا نَقَّيۡتَ الثَّوۡبَ الأَبۡيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدۡ بَيۡنِی وَبَيۡنَ خَطَايَایَ کَمَا بَاعَدۡتَ بَيۡنَ المَشۡرِقِ وَالمَغۡرِبِ٥

☆اللّٰهُمَّ آتِ نَفۡسِی تَقۡوَاهَا، وَزَکِّهَا أَنۡتَ خَيۡرُ مَنۡ زَکَّاهَا، أَنۡتَ وَلِيُّهَا وَمَوۡلَاهَا، اللّٰهُمَّ إِنِّیۡ أَعُوذُ بِکَ مِنۡ عِلۡمٍ لَا يَنۡفَعُ، وَمِنۡ قَلۡبٍ لَا يَخۡشَعُ، وَمِنۡ نَفۡسٍ لَا تَشۡبَعُ، وَمِنۡ دَعۡوَةٍ لَا يُسۡتَجَابُ لَهَا٥

☆اللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ مِنۡ زَوَالِ نِعۡمَتِکَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِکَ، وَفُجَاءَةِ نِقۡمَتِکَ، وَجَمِيعِ سَخَطِکَ٥

☆ اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ مِنَ الۡفَقۡرِ، وَالۡقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنۡ أَنۡ أَظۡلِمَ، أَوۡ أُظۡلَمَ٥

☆ اللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ مِنَ الشِّقَاقِ، وَالنِّفَاقِ، وَسُوءِ الۡأَخۡلَاقِ٥

☆ اللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ مِنَ الۡجُوعِ، فَإِنَّهُ بِئۡسَ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنَ الۡخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئۡسَتِ الۡبِطَانَةُ٥

☆ اللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ مِنَ البَرَصِ، وَالۡجُنُونِ، وَالۡجُذَامِ، وَمِنۡ سَیِّءِ الۡأَسۡقَامِ٥

☆ رَبِّ اغۡفِرۡ لِی خَطِيئَتِیۡ وَجَهۡلِی، وَإِسۡرَافِی فِی أَمۡرِی کُلِّهِ، وَمَا أَنۡتَ أَعۡلَمُ بِهِ مِنِّی، اللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِی خَطَايَایَ، وَعَمۡدِی وَجَهۡلِی وَهَزۡلِی، وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنۡدِی، اللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِی مَا قَدَّمۡتُ وَمَا أَخَّرۡتُ، وَمَا أَسۡرَرۡتُ وَمَا أَعۡلَنۡتُ، أَنۡتَ المُقَدِّمُ وَأَنۡتَ المُؤَخِّرُ، وَأَنۡتَ عَلَی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِيرٌ٥

☆☆☆

مبارک راتوں کا ایک نہایت ضروری عمل

قضا ہر روز کی نماز کی فقط بیس رکعتوں کی ہوتی ہے۔ دو فرض فجر کے، چار ظہر، چار عصر، تین مغرب، چار عشا کے تین وتر۔ اور قضا میں یوں نیت کرنی ضروری ہے کہ نیت کی میں نے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی یا پہلی ظہر جو مجھ سے قضا ہوئی، اسی طرح ہمیشہ ہر نماز میں کیا کرے اور جس پر قضا نمازیں بہت کثرت سے ہیں وہ آسانی کے لیے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار "سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلی" کی جگہ صرف ایک بار کہے، مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہیے کہ جب آدمی رکوع میں پورا پہنچ جائے اس وقت سبحان کا سین شروع کرے اور جب عظیم کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح جب سجدوں میں پورا پہنچ لے اس وقت تسبیح شروع کرے اور جب پوری تسبیح ختم کر لے اس وقت سجدہ سے سر اٹھائے۔ بہت سے لوگ جو رکوع سجدہ میں آتے جاتے یہ تسبیح پڑھتے ہیں بہت غلطی کرتے ہیں ایک تخفیف

کثرت قضا والوں کی یہ ہوسکتی ہے، دوسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ **سُبْحَانَ اللہِ، سُبْحَانَ اللہِ، سُبْحَانَ اللہِ** تین بار کہہ کر رکوع میں چلے جائیں مگر وہی خیال یہاں بھی ضروری ہے کہ سیدھے کھڑے ہو کر **سُبْحَانَ اللہِ** شروع کریں اور **سُبْحَانَ اللہِ** پورے کھڑے کھڑے کہہ کر رکوع کے لیے سر جھکائیں، یہ تخفیف فقط فرضوں کی تیسری چوتھی رکعت میں ہے۔ وتروں کی تینوں رکعتوں میں **الحمد** اور سورت دونوں ضرور پڑھی جائیں، تیسری تخفیف پہلی **التحیات** کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ** کہہ کر سلام پھیر دیں چوتھی تخفیف وتروں کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط ایک یا تین بار "**رَبِّ اغْفِرْ لِیْ**" کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد سوم، ص ۶۲۱، ۶۲۲)

اللہ رب العزت صاحب معراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

مطبوعات مکتبہ طیبہ